بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

تسہیل الفرائض

میراث کی آسان عام فہم درسی کتاب

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ

مکتبۃ العارفی
متصل جامعہ اسلامیہ امدادیہ
گلشنِ امداد ستیانہ روڈ فیصل آباد
041-8715856

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَرِيضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (النساء: ۱۱)

تسہیل الفرائض

میراث کی آسان عام فہم درسی کتاب

مؤلفہ: حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ العارفی

متصل جامعہ اسلامیہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

نام کتاب.........تسہیل الفرائض

مصنف ....حضرت مولانا مفتی محمد مجاہد شہید رحمۃ اللہ علیہ

کتابت ....D-MEDIA 0300-7909229

سرورق ....ابو انتظام سید

ناشر ....مکتبۃ العارفی فیصل آباد

طبع اوّل..........1416ھ

طبع دوم 1419ھ

طبع سوم 1443ھ

تعداد 1100

قیمت 500روپے

☆......ملنے کا پتہ......☆

مکتبۃ العارفی متصل جامعہ اسلامیہ امدادیہ ستیانہ روڈ فیصل آباد

041-8717811,8727811

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رُسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اتَّبَعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

اَمَّا بعد!

حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے کئی بار علم میراث کی معروف ومقبول کتاب ''سراجی'' پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہمیشہ یہ احساس رہا کہ کئی وجوہ کی بنا پر محض درسی انداز سے سراجی پڑھا دینے سے طلبہ کو فنِ میراث میں بصیرت ومہارت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کہیں طلبہ میں مہارت پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا استاذ کے تدریسی کمال کی بنا پر ہوتا ہے، نفسِ کتاب کا ثمرہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ہر مرتبہ کی تدریس کے دوران اس بات کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا رہا کہ علم میراث پر ایک آسان اور مختصر مگر جامع ومنضبط رسالہ ہونا چاہیے، تا کہ پہلے اس کو پڑھا کر اس کے بعد سراجی پڑھائی جائے۔

الحمدللہ! اکابر کی اردو زبان میں کتابیں موجود ہیں۔لیکن ان میں سے بعض میں اطناب ہونے کی بنا پر ان سے مذکورہ بالا درسی مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا اور بعض اختصار کی بنا پر طلبہ کے لیے زیادہ مفید نہیں اور بعض معاصرین نے نئے انداز سے میراث پر کام کیا ہے وہ بذاتِ خود مفید بھی ہو تو بھی درسی مقصد کے لیے کافی نہیں، اس لیے کہ طلبہ کو پڑھانے کے لیے ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں آسانی اور انضباط پیدا کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا ہو کہ اسلوب اور تخریجِ مسائل کا بنیادی طریقہ کار وہی ہو جو سراجی، دیگر کُتبِ میراث اور کتبِ فقہ کے کتاب الفرائض میں اختیار کیا گیا ہے، تا کہ بوقت ضرورت ماخذ کی طرف مراجعت اور ان سے استخراج کی استعداد طلبہ میں موجود رہے...... ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے قلبی داعیے اور بعض بزرگوں اور احباب کے ایماء پر علم میراث پر ایک رسالہ بنام

''تسہیل الفرائض'' تالیف کیا گیا ہے اور طباعت سے پہلے بار ہا یہ رسالہ طلبہ کو پڑھا گیا۔ الحمدللہ خود احقر نے اور طلبہ نے افادیت محسوس کی۔

میراث میں ایسی مشق جس میں مسئلے کے ہر پہلو کی مثال اور تخریج آجائے۔ بذاتِ خود ایک مستقل مسئلہ ہوتا ہے۔ جن حضرات کو اس کام کا عملی تجربہ حاصل ہے ان کو اس مشکل کا بخوبی اندازہ ہوگا اس لیے تمام مسائل کی تمرینات بھی لکھ دی گئی ہیں۔

امید ہے پہلے یہ رسالہ بمعہ تمرینات پڑھا کر اس کے بعد ''سراجی'' نکلوادی جائے تو فنی بصیرت پیدا ہونے میں مدد ملے گی۔ ان شاء اللہ

آخر میں گذارش ہے کہ جو صاحب رسالہ میں کوئی غلطی پا کر احقر کو مطلع فرمادیں تو وہ میرے محسن ہوں گے۔ حق تعالیٰ میری اس حقیر کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں اور طلبہ کے لیے نافع بنائیں۔

فقط

احقر محمد مجاہد عفی عنہٗ

۲۱۔۷۔۱۴۱۶ھ

فہرست مضامین

علم الفرائض کی تعریف: هو علم باصول من فقه و حساب يعرف بها حق كل واحد من الورثة من التركة ۔ فقہ اور حساب کے ایسے اصول جاننا جن سے ہر وارث کا حق میت کے ترکہ میں معلوم ہو جائے۔

وجہ تسمیہ: ''فرائض'' فریضہ کی جمع ہے۔ جو ''الفرض'' سے فعیلہ بمعنی مفعولہ کا صیغہ ہے۔ فرض کے عربی زبان میں کئی معنی ہیں جن میں سے ہر معنی کو اس فن سے مناسبت ہے مثلاً ① مقرر کرنا۔ فرائض سے مراد مقرر کردہ حصے ہیں۔ ② نازل کرنا۔ فرائض سے مراد نازل کردہ حصے ہیں۔ ③ بلا عوض کوئی چیز دینا۔ اس فن میں جن حصوں سے بحث ہوگی، وہ ورثہ کو بلا عوض ہی ملتے ہیں (وغيرها من المعاني)

موضوع: علم الفرائض کا موضوع ''ترکات'' ہیں۔

غایت: ترکے کے مستحقین کے حقوق معلوم کر کے ان تک پہنچانے کی کوشش کرنا

ماخذ: علم الفرائض کے ماخذ تین ہی ہیں: ① قرآن کریم ② سنت ③ اجماع
قیاس سے فرائض ثابت نہیں ہو سکتے۔

علم الفرائض کی فضیلت: علم الفرائض علوم دینیہ میں سے اہم ترین علم ہے۔ شریعت میں اس کو بہ نسبت دوسرے ابواب کے زیادہ اہمیت دی گئی ہے، چنانچہ قرآن پاک نے دوسرے ابواب میں زیادہ تر کلیات اور اصول کے بیان پر اکتفا فرمایا ہے مگر فرائض کی جزئی تفصیلات اور ایک، ایک وارث کا حصہ خود بیان کیا ہے۔ احادیث میں بھی فرائض کی تعلیم و تعلم کے فضائل بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ چند احادیث یہ ہیں:

تعلموا الفرائض وعلموه الناس	فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لیے کہ میرا
فإني امرؤ مقبوض (الحديث)	وصال ہونے والا ہے۔''
تعلموا القرآن والفرائض وعلموها	قرآن اور فرائض سیکھو اور سکھاؤ ہو سکتا ہے کہ

الناس أو شك ان یاتی علی الناس زمان یختصم الرجلان فی الفریضة فلا یجدان من یفصل بینہما	لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے کہ دو آدمیوں کا کسی حصے کے بارے میں اختلاف ہو مگر وہ اپنے درمیان کسی فیصلہ کرنے والے کو نہ پائیں۔
تعلموا الفرائض وعلموہ الناس فانہ نصف العلم وھو أول من ینسی وھو أول شیء ینتزع من امّتی	فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لیے کہ یہ آدھا علم ہے اور سب سے پہلے بھلایا جائے گا اور سب سے پہلے میری امت سے قبض کرلیا جائے گا۔
اذا لھوتم فالھوا بالرمی	جب تم کھیلنا چاہو تو تیر اندازی کا کھیل کھیلو
واذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض	اور جب باتیں کرنا چاہو تو فرائض کی باتیں کرو

ان احادیث کی تخریج اور ان کی سندوں پر کلام ''تکملہ فتح الملہم'' ص ۲ ج ۲ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

مقدمہ

ترکہ: ہر وہ مال جو بوقت انتقال میت کی ملکیت میں ہو اور کسی غیر کا حق اس کے عین کے ساتھ متعلق نہ ہو''ترکہ'' کی اس تعریف سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ ترکہ بننے کیلئے درج ذیل تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(ا) جو مال میت کے ملک میں ہو، اسی میں میراث جاری ہوگی۔ جو چیز اس کے قبضہ میں تو ہو، مگر اس کی مملوک نہ ہو تو وہ ترکہ میں شامل نہیں مثلاً کسی کی ودیعت رکھی ہوئی چیز۔

(ب) موت کے وقت کی ملکیت معتبر ہوگی، لہٰذا اگر موت سے چند لحات قبل کوئی چیز اپنی ملک سے نکال دی تو وہ ترکہ میں شامل نہیں رہے گی۔ مثلاً کسی چیز کو بیچ دیا ہو۔

(ج) جس چیز کے عین کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگی۔

مثلاً میت نے کسی متعلق چیز کو اپنی بیوی کا مہر بنا دیا ہو تو وہ چیز ترکے میں شامل نہ ہو[1]

ترکہ سے متعلق حقوق:

میت کے ترکہ سے درج ذیل چار حقوق متعلق ہوتے ہیں جو ترتیب سے ادا کیے جاتے ہیں۔

(۱) تجہیز: سب سے پہلے میت کے دفن تک تمام ضروری مراحل میں ہونے والے اخراجات اس کے ترکے سے نکالے جاسکتے ہیں۔ مثلاً کفن، غسال کی اجرت، قبر کی کھدائی کی اجرت اور قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں بضرورت قبر کیلئے جگہ خریدنا وغیرہ۔ یہ سب امور تجہیز میں داخل ہیں۔ لوگوں کے بنائے ہوئے مصنوعی امور جو شرعاً ثابت نہیں مثلاً امام کے لیے جانماز وغیرہ یہ تجہیز میں داخل نہیں، تجہیز کے اخراجات متوسط نکالے جائیں گے نہ فضول خرچی ہو نہ بے جا بُخل ہو۔

(۲) قضاء الدّیون: اگر میت کے ذمہ کسی انسان کا قرض ہو تو تجہیز کے اخراجات نکالنے کے بعد بچے ہوئے مال سے وہ ادا کیا جائے گا، خواہ قرض ادا کرنے کے لیے سارا بقیہ ترکہ ختم ہو جائے۔

(۳) تنفیذ وصایا: میت نے کسی غیر وارث کے حق میں جائز وصیت کی ہو تو دیکھا جائے کہ تجہیز کے اخراجات نکالنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے ترکے کی ایک تہائی تک ہے یا اس سے زیادہ؟ اگر ایک تہائی کی حد تک ہو تو نافذ کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو ایک تہائی تک نافذ کرنا ضروری ہے۔ اس سے زیادہ نافذ کرنا ورثہ پر ضروری نہیں ہے۔ وارث کیلئے وصیت یا کسی

---

[1] اس کی وضاحت یہ ہے کہ کوئی حق کسی معین چیز کے ساتھ متعلق ہو کر واجب ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ حق اس چیز کے عین سے متعلق ہے مثلاً کسی نے کوئی کتاب متعین کر کے بیچی تو بیچنے والے پر لازم ہے کہ وہی کتاب دے، لہٰذا کہا جائے گا کہ خریدار کا حق کتاب کے عین کے ساتھ متعلق ہے اور اگر بلا تعین کسی چیز کا دینا واجب ہو تو اس کو ''دین'' کہا جاتا ہے مثلاً کتاب دس روپے میں خریدی ہے تو خریدار پر دس روپے تو واجب ہیں، لیکن دس کا کوئی معین نوٹ واجب نہیں، لہٰذا کہا جائے گا کہ دس روپے خریدار کے ذمہ ''دین'' ہے۔ اوپر والے اصول کا حاصل یہ ہے کہ میت کی کسی متعین چیز کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو تو وہ چیز ترکے میں شامل نہیں ہوگی جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے اور اگر کوئی مال بطور دین واجب ہو تو وہ مال ترکے میں شامل ہوگا۔ جیسے میت نے کوئی چیز ایک ہزار روپے میں خریدی تھی تو ایک ہزار روپیہ اس کے ذمہ دین ہے۔ یہ ایک ہزار ترکے میں شامل ہوگا۔

ناجائز کام کی وصیت نافذ کرنا جائز نہیں۔ یاد رہے کہ یہاں کل ترکے کا تہائی مراد نہیں، تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد جو ترکہ بچے اس کا تیسرا حصہ مراد ہے۔

(۴) **تقسیم وراثت:** مندرجہ بالا تین حقوق ''حقوق متقدمہ علی الارث'' کہلاتے ہیں۔ ان تین حقوق کی ادائیگی کے بعد باقی مال ورثہ میں درج ذیل ترتیب سے تقسیم کیا جائے گا۔

یہاں صرف فہرست شمار کی گئی ہے ان اقسام کی تعریفات وتفصیلات اپنی اپنی جگہ آئیں گی۔ ① اصحاب الفرائض ② عصبات نسبیہ ③ مولیٰ عتاقہ ④ مولیٰ عتاقہ کا عصبہ بنفسہ ⑤ مولیٰ عتاقہ کا عصبہ سببیہ ⑥ زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد ⑦ ذوی الارحام ⑧ مولیٰ الموالاۃ ⑨ مقرلہ بالنسب علی الغیر: اس سے مراد وہ شخص ہے کہ میت نے جس کے رشتہ دار ہونے کا اقرار کر کے اس کا نسب غیر سے متعلق کر دیا ہو، مگر خود اس غیر نے اس کے نسب کا اقرار نہ کیا ہو مثلاً میت نے کسی شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کر کے اس کا نسب اپنے باپ سے متعلق کر دیا ہو، مگر باپ سے اس نسب کا اقرار ثابت نہ ہو۔ ⑩ ان سب کے نہ ہونے کی صورت میں کسی کیلئے تہائی سے زیادہ کی وصیت کی ہو تو وہ نافذ کر دی جائے۔ ⑪ ورنہ ترکہ بیت المال میں رکھ دیا جائے۔ مگر بیت المال میں جمع کرانا بطور توریث کے نہیں، بلکہ مسلمانوں کے مصالح عامہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے۔ لہٰذا بیت المال پر اعتماد نہ ہونے کی صورت میں خود کسی کارِ خیر میں لگا دینے کی اور ایسے ہی کسی اور رشتہ دار کے نہ ہونے کی صورت میں زوجین پر رد کی گنجائش ہے۔

باب نمبر ۱

فرائض واصحاب الفرائض کا بیان

فرائض:

ایسے حصے جو مختلف ورثہ کے لیے شریعت نے مقرر کیے ہیں ان کو ''فرائض'' کہا جاتا ہے اور جن ورثہ کے لیے فرائض مقرر کیے گئے ہیں ان کو ''اصحاب الفرائض'' کہا جاتا ہے۔

فرائض چھ ہیں اور اُن کو دو نوعوں میں تقسیم کرلیا گیا ہے۔

نوعِ اوّل: ① نصف ② ربع ③ ثمن

ان تینوں حصوں میں سے سب سے چھوٹا ثمن، اس سے بڑا ربع اور اس سے بڑا نصف ہے۔ ان میں سے ربع نصف کا آدھا اور ثمن ربع کا آدھا ہے لہٰذا ان تینوں میں تنصیف (یعنی ایک دوسرے کا آدھا ہونے) کی نسبت ہے۔ اسی طرح نصف ربع کا دوگنا اور ربع ثمن کا دوگنا ہے، لہٰذا ان میں تضعیف (ایک دوسرے کا دوگنا ہونے) کی نسبت ہے۔

نوعِ ثانی: ① ثلثان ② ثلث ③ سدس

ان میں سے سب سے چھوٹا سدس، اس سے بڑا ثلث اور اس سے بڑا ثلثان ہے۔ ان تین میں حسبِ تفصیل بالا تضعیف و تنصیف کی نسبت ہے۔

مخرج: ان چھ حصوں میں سے ہر حصہ کسی عددِ صحیح سے نکلتا ہے، مثلاً کسی چیز کا سدس (چھٹا حصہ) دینے کے لیے اس کے چھ حصے کیے جائیں گے، معلوم ہوا کہ سدس چھ سے نکلتا ہے ایک ہی حصہ کئی صحیح عددوں سے نکالنا ممکن ہوتا ہے مثلاً سدس ۶، ۱۲، ۲۴ وغیرہ سے نکل سکتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا وہ عدد جس سے وہ حصہ نکل سکتا ہے وہ اس حصے کا ''مخرج'' کہلاتا ہے۔ لہٰذا سدس کا مخرج چھ ہوگا نہ کہ ۱۲، ۲۴ وغیرہ۔ کسی حصے کا مخرج معلوم کرنا ''تخریج'' کہلاتا ہے۔

مذکورہ بالا چھ حصوں کی تخریج (مخرج معلوم کرنے) کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایک ہی حصے کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اس کی تفصیل یہ ہے۔

حصہ	مخرج	حصہ	مخرج
نصف	۲	ثلثان	۳
ربع	۴	ثلث	۳
ثمن	۸	سدس	۶

اگر ایک ہی نوع کے ایک سے زیادہ حصوں کا مخرج معلوم کرنا ہوتو چھوٹے حصے کا مخرج بڑے حصوں کا بھی مخرج ہوگا۔ مثلاً ثمن کا مخرج یعنی ۸ ربع اور نصف کا بھی مخرج ہے ایسے ہی سدس کا مخرج یعنی ٦ ثلث اور ثلثان کا بھی مخرج ہے۔ دونوں نوعوں کے ملے جلے حصوں کا مخرج معلوم کرنا ہوتو نوع اوّل میں سے نصف نوع ثانی کے کچھ یا تمام حصوں کے ساتھ مل جانے کی صورت میں مخرج ٦ ہوگا۔

جیسے: مسئلہ ٦

نصف	سدس	ثلث
۳	۱	۲

نوع اوّل میں سے ربع نوع ثانی کے ایک زیادہ حصوں سے مل جائے تو مخرج ۱۲ ہوگا

جیسے: مسئلہ ۱۲

ربع	ثلثان	ثلث
۳	۸	۴

اور نوع اوّل میں سے ثمن نوع ثانی کے کچھ یا تمام حصوں سے مل جائے تو مخرج ۲۴ ہوگا

جیسے: مسئلہ ۲۴

ثمن	سدس	ثلث
۳	۴	۸

نوع اوّل میں سے ایک سے زیادہ حصے نوع ثانی کے ساتھ مل جانے کی صورت میں نوع اوّل کے چھوٹے حصے کے مطابق مخرج بنایا جائے گا۔

جیسے: مسئلہ ۱۲

ربع	نصف	سدس
۳	٦	۲

یہاں نوع ثانی کا سدس ہے اور نوع اوّل کے دو حصے ربع اور نصف ہیں۔ ربع چونکہ چھوٹا ہے اس کے مطابق مخرج ۱۲ بنایا گیا ہے۔

مشق نمبر ۱

الف: درج ذیل میں سب سے چھوٹا حصہ معلوم کیجیے۔

مثال: نصف، ربع، ثمن (حل) سب سے چھوٹا۔ ثمن

① نصف، ثمن ② ربع، ثمن

③ سدس، ثلث ④ ثلثان، ثلث

ب: ہر سوال میں سے نوع اوّل اور نوع ثانی کے فرائض پہچان کر الگ الگ لکھیں۔

مثال: نصف، ثلث، ربع، سدس

(حل) نوع اوّل: نصف، ربع نوع ثانی: ثلث، سدس

① نصف، ثمن، سدس، ربع ② سدس، ثمن، ثلثان، ربع

③ ثلث، سدس، ثلثان ④ ثمن، نصف، ربع

ج: ۱ ایک چیز میں سے نصف حصہ زید کو، چوتھا حصہ خالد کو اور چوتھا حصہ ہی رشید کو دینا ہو تو اس چیز کے کتنے حصے کر کے ہر ایک کو کتنے حصے دیے جائیں گے؟

۲ کسی کے مال میں چھٹا حصہ اس کے باپ کو اور نصف بیٹی کو دینا ہو تو اس کے مال کے کتنے حصے کر کے ہر ایک کو کتنے ملیں گے؟

د: درج ذیل کی تخریج کر کے ہر ایک کے حصے لکھیں؟

مثال: مخرج مسئلہ ۱۲

	نصف	ربع	سدس
حصے:	۶	۳	۲

① نصف، ربع، ثمن ② ثلث، ثلثان، سدس ③ نصف، ثلث

④ نصف، سدس ⑤ ربع، سدس، ثلث ⑥ ربع، ثلثان

⑦ ثمن، ثلث ⑧ ثمن، سدس، ثلث ⑨ ثمن، ثلثان

⑩ ربع، ثمن، سدس ⑪ نصف، ثمن، ثلث ⑫ نصف، ربع، سدس

عول: کبھی مذکورہ بالا ضابطے کے مطابق کچھ حصوں کا مخرج بنا کر حصے نکالے جائیں تو حصوں کا مجموعہ مخرج سے بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً

مسئلہ ٦

نصف	سدس	ثلثان
٣	١	٤

حصوں کا مجموعہ: ٨

قاعدے کے مطابق ٦ کو مخرج بنا کر حصے نکالے تو کل حصے ٨ ہوں گے۔

حصوں کا مخرج سے بڑھ جانا یا مخرج کا حصوں سے تنگ ہو جانا ''عول'' کہلاتا ہے۔ ایسی صورت میں پہلے بنائے ہوئے مخرج کو منسوخ کر کے حصوں کے مجموعے کو ہی مخرج بنا کر پہلے مخرج پر ''ے'' کا نشان بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً مذکورہ صورت کو یوں لکھیں گے

مسئلہ ٦ ے ٨

نصف	سدس	ثلثان
٣	١	٤

ضابطہ یہ ہے کہ ٦، ١٢ اور ٢٤ کے علاوہ بننے والا مخرج اپنے حصوں سے کم ہو کر اس میں عول نہیں ہوسکتا۔ البتہ ان تینوں میں ہوسکتا ہے۔

پھر مخرج ٦ میں عول ہو کر نیا مخرج دس تک ہوسکتا ہے شفعاً بھی اور وتراً بھی۔ یعنی ٦ میں عول ہونے کے بعد مخرج کبھی ٧، کبھی ٨، کبھی ٩ اور کبھی ١٠ ہوتا ہے۔ ١٢ میں عول ہو کر مخرج بڑھ کر ١٧ تک وتراً (یعنی ١٣، ١٥، ١٧) ہوسکتا ہے، نہ کہ شفعاً (یعنی ١٤، ١٦) ٢٤ میں عول ہو کر مخرج صرف ٢٧ بن سکتا ہے۔ [1]

---

[1] البتہ حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ٢٤ کا عول ٣١ ہوسکتا ہے۔ جو انشاء اللہ حجب کے بیان میں سمجھ آئے گا۔

مشق نمبر۲

(ا) مخرج بنا کر بتائیں کہ حصوں کا مجموعہ مخرج سے بڑھا ہے یا نہیں؟ اور کتنے حصوں کا اضافہ ہوا ہے۔ مثال: نصف، سدس ، ثلثان

حل: مسئلہ ۶

نصف	سدس	ثلثان
۳	۱	۴

کل حصے = ۸
مخرج = ۶
اضافہ = ۲

① نصف ،ثلث ، ثلثان ② نصف ، سدس ، ثلث

③ نصف ، ربع ،ثمن ④ ربع ، سدس ،ثلثان

⑤ ربع ، ثلث ،ثلثان ⑥ ربع ، سدس ،ثلث ،ثلثان

⑦ ثمن ، ثلث ،ثلثان ⑧ ثمن ، ربع، سدس،ثلث

(ب) عول کا نشان بنا کر نیا مخرج لکھیں:

① نصف ، ثلثان ② نصف ، سدس، ثلثان ③ نصف ، ثلث،ثلثان

④ ربع ، سدس ،ثلثان ⑤ ربع ، ثلث ،ثلثان ⑥ ثمن،ثلثان، سدس ، سدس

ذوی الفروض

اب ذوی الفروض میں سے ہر ایک کے تفصیلی احکام شروع کیے جاتے ہیں۔اس سے پہلے چند اصطلاحات اچھی طرح ذہن نشین کر لی جائیں۔

ولد: ہم جب ''ولد'' یا ''اولاد'' کا لفظ لکھیں گے تو اس میں میت کا حقیقی بیٹا، حقیقی بیٹی یا ایسی بالواسطہ مذکر یا مؤنث اولاد جن کا میت کے ساتھ رشتہ کسی مرد کے ذریعہ سے ہو، شامل ہوں گے۔ ایسی مذکر یا مؤنث اولاد جن کا میت کے ساتھ رشتہ محض کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ ''اولاد'' میں شامل نہیں۔ مثلاً پوتا، پوتی کا میت کے ساتھ رشتہ مرد یعنی میت کے بیٹے کے ذریعے سے ہے۔اس لیے یہ ''اولاد'' میں شامل ہے،نواسہ،نواسی کا میت کے ساتھ رشتہ عورت یعنی بیٹی

کے ذریعے سے ہے۔اس لیے یہ ''اولاد'' میں شامل نہیں۔

مذکر اولاد: اس میں میت کا حقیقی بیٹا، یا اس کی اولاد میں سے ایسے لڑکے جن کا اس کے ساتھ رشتہ مرد کے ذریعہ سے ہو، شامل ہوں گے۔جیسے پوتا پڑپوتا وغیرہ۔اس کی اولاد میں سے ایسے لڑکے جن کا اس کے ساتھ رشتہ کسی عورت کے ذریعے سے ہو وہ مذکر اولاد میں شامل نہیں، مثلاً نواسہ وغیرہ۔

مؤنث اولاد: اس میں حقیقی بیٹی یا اس کی اولاد میں سے ایسی لڑکیاں شامل ہیں جن کا رشتہ کسی مرد کے ذریعے سے ہو جیسے پوتی وغیرہ۔جن لڑکیوں کا رشتہ کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ ''مؤنث اولاد'' میں شامل نہیں۔جیسے نواسی وغیرہ۔

مشق نمبر ۳

درج ذیل میں سے ''ولد'' اور ''غیر ولد'' اور مذکر و مؤنث اولاد کو الگ الگ کریں۔

مثال: ① ابن الابن (حل) مذکر اولاد

② بنت الابن (حل) مؤنث اولاد

③ ابن البنت (حل) غیر ولد

① ابن بنت الابن ② ابن الابن ③ بنت الابن ④ بنت ابن الابن ⑤ بنت ابن البنت

⑥ بنت البنت ⑦ ابن بنت البنت ⑧ ابن ابن الابن

ذوی الفروض کے احکام:

ذوی الفروض بارہ ہیں، جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں، چار مرد یہ ہیں:

① اب ② جد صحیح ③ اخ خیفی ④ زوج ......آٹھ عورتیں یہ ہیں: ① زوجہ ② بنت صلبیہ ③ بنت الابن ④ اخت عینیہ ⑤ اخت علاتیہ ⑥ اخت خیفیہ ⑦ ام ⑧ جدہ صحیحہ۔ان میں سے زوج اور زوجہ کو ''ذوی الفروض السببیہ اور باقی کو ''ذوی الفروض النسبیہ'' کہتے ہیں۔

① اب: مرنے والے کی اولاد ہونے یا نہ ہونے کا باپ کے حصے پر اثر پڑتا ہے اس اعتبار سے باپ کے تین حال ہیں۔(۱) مرنے والے کی اولاد نہ ہو تو باپ عصبہ ہوتا ہے یعنی اس صورت میں اس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے ذوی الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا سارا مال باپ کو دے دیا جاتا ہے، اگر نہ بچے تو اس کو کچھ نہیں ملے گا اور اگر ذوی الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو کل ترکہ کا حقدار ہوگا۔(۲) میت کی صرف ''مؤنث اولاد'' ہو''مذکر اولاد'' نہ ہو تو باپ کو سدس دیا جاتا ہے اور عصبہ بھی ہوتا ہے، یعنی سدس تو بہر حال ملے گا اور دیگر ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا ترکہ بھی عصبہ ہونے کی وجہ سے اسی کو دیا جائے گا۔
(۳) میت کی صرف ''مذکر اولاد'' یا مذکر و مؤنث دونوں کے ہوتے ہوئے باپ کو صرف سدس دیا جاتا ہے، عصبہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: کسی وارث کے عصبہ ہونے کو ''ع'' کے نشان سے واضح کیا جاتا ہے

امثلہ: ①

	مسـ	
اب	جد	اخ خیفی
ع		

②

		مسـ	
زوج	بنت	اب	اخ عینی
		سدس	
		ع	

③

		مسـ	
زوج	اب	ابن	اخ
	سدس		

④

			مسـ	
زوج	اب	بنت	ابن	جد
	سدس			

② جد صحیح: ''جد'' کی دو قسمیں ہیں (۱) جد صحیح: ایسا دادا جس کے میت کے ساتھ رشتے میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، جیسے اب الاب (دادا) اب اب الاب (پردادا) وغیرہ
(۲) جد فاسد: ایسا دادا جس کے میت کے ساتھ رشتے میں کسی عورت کا واسطہ

آجائے جیسے اب الام (نانا) یہاں ماں کا واسطہ ہے، اب ام الاب (دادی کا باپ) یہاں دادی کا واسطہ ہے یہ احکام جد صحیح کے ہیں، جد فاسد کے احکام ذوی الارحام میں آئیں گے۔

جد کے چار حال ہیں (۱) میت کے باپ کی موجودگی میں جد محروم ہوتا ہے، اس کو ''م'' کے نشان سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ (۲) میت کا باپ نہ ہو اور میت کی اولاد بھی نہ ہو تو جد عصبہ ہوتا ہے۔ (۳) میت کا باپ نہ ہو اور میت کی صرف ''مؤنث اولاد'' ہو مذکر اولاد نہ ہو تو جد کو سدس بھی دیا جاتا ہے اور عصبہ بھی ہوتا ہے۔ (۴) میت کا باپ نہ ہو اور میت کی صرف ''مذکر اولاد'' ہو یا مذکر و مؤنث دونوں ہوں تو جد کو صرف سدس دیا جاتا ہے، عصبہ نہیں ہوتا۔

مختلف مراتب کے اجداد جمع ہو جائیں تو ان میں سے اقرب کو وارث بنا کر باقی اجداد کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً اَب الاب (دادا) اَب اَب الاب (پردادا) اَب اَب اَب الاب (پردادے کا باپ) موجود ہوں تو ان میں سے اقرب یعنی اَب الاب کو وارث بنایا جائے گا اور باقی محروم ہوں گے۔

مشق نمبر ۴

اب اور جد کے نیچے ان کا حصہ لکھیں۔ عصبہ ہونے کی صورت میں ''ع'' اور محروم ہونے کی صورت میں ''م'' لکھیں۔

(۱) میت: زوج، ابن، اب، جد

(۲) میت: زوج، بنت الابن، اب، ام

(۳) میت: زوج، ابن البنت، اب، جد

(۴) میت: زوجہ، ابن ابن الابن، اب، ام

(۵) میت: زوجہ، بنت الابن، جد

(۶) میت: زوج، ابن البنت، جد

(۷) میت: زوجہ، بنت الابن، جد

(۸) میت: زوجہ، ابن، بنت، جد

(۹) میت: زوج، ابن، اخ، جد

(۳) **اخ حقیقی:** جو بھائی صرف ماں کی طرف سے ہو اس کو ''اخ خیفی'' یا ''اَخ لاُم'' اور جو بہن صرف ماں کی طرف سے ہو اس کو ''اُخت خیفیہ'' یا ''اُخت الاُم'' کہتے ہیں۔ ان دونوں کو ''اولاد

الاُم'' کہا جاتا ہے۔ خیفی بھائی اور بہن دونوں کے احکام برابر ہیں۔ اس لیے مؤنث ذوی الفروض میں خیفی بہن کا دوبارہ ذکر نہیں کیا جائے گا۔ خیفی بھائی بہن کے تین حال ہیں۔

① میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو خیفی بہن، بھائی محروم ہوتے ہیں۔

② میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور خیفی بہن بھائی ایک ہو اس کو سدس دیا جاتا ہے۔ ③ میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور خیفی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں (خواہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں ہوں یا دونوں ملے جلے ہوں) تو ان تمام کو ثلث دیا جاتا ہے، جو ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہاں بھائی، بہن کا حصہ برابر ہوگا۔ بہن کا حصہ بھائی سے آدھا نہیں ہوگا۔

④ زوج: اس کے دو حال ہیں (۱) بیوی کی اولاد ہو تو زوج کو ''ربع'' دیا جاتا ہے۔ (۲) بیوی کی اولاد نہ ہو تو زوج کو ''نصف'' دیا جاتا ہے۔

مشق نمبر ۵

۱ اَب، جد، اُولادالاُم اور زوج کے حصے لکھیے:

مسئلہ
① زوج — اخ خیفی — اب

مسئلہ
② زوج — بنت — اخ خیفی — اخت خیفیہ

مسئلہ
③ زوج — ابن — اخ خیفی — جد

مسئلہ
④ زوج — بنت الابن — اخ خیفی ۲

مسئلہ
⑤ زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ — جد

مسئلہ
⑥ زوج — اخ خیفی

مسئلہ
⑦ زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ

۲ اب، جد اُولادالاُم اور زوج کے حصے معلوم کر کے تخریج کریں۔

مسئلہ ۲

زوج	اخ خیفی	اب	جد
نصف	م	ع	م
۱		۱	

مسئلہ
① زوج — اخ خیفی ۴

مسئلہ
② زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ

مسئلہ
③ زوج — اخت خیفیہ ۳

مسئلہ
④ زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ — جد

⑤ زوجہ: اس کے دو حال ہیں۔(۱) زوج کی اولاد ہو تو زوجہ کو ثمن دیا جاتا ہے۔ خواہ ایک زوجہ ہو یا ایک سے زیادہ ہو۔(۲) زوج کی اولاد نہ ہو تو اس کو ربع دیا جاتا ہے۔

⑥ بنت صلبیہ: اس کے تین حال ہیں:(۱) میت کا صلبی بیٹا موجود ہو تو بیٹے، بیٹیاں سب عصبہ ہوں گے۔ یعنی ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا مال ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹی کو بیٹے سے آدھا حصہ دیا جائے گا۔(۲) میت کا کوئی بیٹا نہ ہو اور بنت صلبیہ ایک ہو تو اس کو نصف دیا جائے گا۔(۳) میت کا کوئی بیٹا نہ ہو اور بنات صلبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو ان تمام کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

⑦ بنات الابن: میت کی ایسی بالواسطہ لڑکیاں جن کا رشتہ میت کے ساتھ کسی مرد کے ذریعے سے ہو وہ تمام "بنات الابن" میں شامل ہیں۔ مثلاً بنت الابن (پوتی) بنت ابن الابن (پڑپوتی) وغیرہ۔ جن کا رشتہ میت کے ساتھ کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ اس میں شامل نہیں۔

سراجی وغیرہ کتب میراث میں بنات الابن کے جو حالات لکھے گئے ہیں ان کو بسہولت سمجھنے کیلئے چند امور ذہن نشین کر لیے جائیں۔

(الف) شریعت نے لڑکیوں کا "فرض" زیادہ سے زیادہ دو تہائی رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے: فإن كن نساءً فوق اثنتين فلهن ثلثا ما ترك (اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو کل ترکے میں سے دو تہائی ملیں گے) اس لیے بنات صلبیہ اور بنات الابن کو ثلثان کے دائرہ میں رہتے ہوئے فرض دینے کی گنجائش ہے۔ میت کی بیٹیوں اور پوتیوں وغیرہ کو مجموعی طور پر فرض ثلثان سے زیادہ نہیں دیا جا سکتا۔

(ب) کسی مخرج کے نصف میں اسی مخرج کا سدس جمع کر دیا جائے تو نصف اور سدس مل کر اس مخرج کا ثلثان ہوگا۔ مثلاً ۶ کا نصف ۳ ہے اور ۶ کا سدس ایک ہے ۳ اور ایک کا مجموعہ ۴ ہے جو کہ ۶ کا ثلثان ہے۔

(ج) لڑکیوں، پوتیوں میں سے جو میت سے زیادہ قریب ہو، وہ میراث کی زیادہ مستحق

ہوتی ہے، چنانچہ بنات صلبیہ اور بنات الابن دونوں موجود ہوں تو صلبیہ کو ان کا فرض دینے کے بعد اگر ثلثان میں سے کچھ باقی رہے تو بنات الابن کو دیا جائے گا اور اگر بنات صلبیہ ہی ثلثان کو سمیٹ لیں تو بنات الابن فرض سے محروم ہو جائیں گی مثلاً ایک حقیقی بیٹی اور ایک بنت الابن (پوتی) ہو تو حسبِ ضابطہ حقیقی بیٹی کے لیے نصف نکالنے کے بعد ثلثان میں سے سدس باقی رہا۔ یہ سدس بنت الابن کو دیا جائے گا۔ اگر حقیقی بیٹی ایک سے زیادہ ہو اور حسبِ قاعدہ ثلثان اس کو دے دیا جائے تو ثلثان ختم ہو جانے کی وجہ سے پوتی فرض سے محروم ہو جائے گی۔

ایسے ہی بنت صلبیہ تو نہ ہو، مگر بنات الابن مختلف درجات کی ہوں، یعنی بعض قریب اور بعض بعید تو سب سے زیادہ قریب کو ایک ہونے کی صورت میں نصف دے کر اس کے بعد والی کو سدس دیا جائے اور اس سے بھی بعد والی فرض سے محروم ہوں گی اور سب سے زیادہ قریب ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو ثلثان دے کر اس کے بعد والی فرض سے محروم ہوں گی۔

مثال (۱) مسـ

①	②	③
بنت الابن ا	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن
نصف	سدس	م

ان میں سے پہلی سب سے قریب اور ایک ہے اس کو حسبِ ضابطہ نصف دے کر ثلثان میں سے سدس باقی رہا۔ یہ سدس دوسری کو دے کر ثلثان ختم ہو گیا، اس لیے تیسری فرض سے محروم ہو گئی۔

مثال (۲) مسـ

①	②	③
بنت الابن ۲	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن
ثلثان	م	م

ان میں سے پہلی سب سے قریب اور ایک سے زیادہ ہیں، ان کو حسبِ ضابطہ ثلثان دے کر ثلثان ختم ہوگیا، اس لیے باقی دونوں فرض سے محروم ہوگئیں۔

جب بھی بنات الابن میں سے قربیٰ و بعدیٰ جمع ہو جائیں تو اسی اصول پر عمل کیا جائے گا۔

(د) میت کی مذکر اولاد موجود ہو تو وہ بھی بنات الابن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں اصول یہ ہے۔

(الف) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے اقرب ہو تو اس کی وجہ سے بنت الابن محروم ہوتی ہے جیسے ابن کی موجودگی میں بنت الابن محروم ہوتی ہے ایسے ہی ابن الابن کی موجودگی میں بنت ابن الابن محروم ہوتی ہے۔

(ب) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن کے محاذی (برابر) ہو تو وہ بنت الابن عصبہ ہوتی ہے یعنی اب بنت الابن کا فرض مقرر نہیں ہوگا، بلکہ ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد بچا ہوا ترکہ مذکر اولاد اور بنت الابن میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ مذکر کو مؤنث سے دوگنا حصہ ملے۔

(ج) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے ابعد ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ بنت الابن فرض والی ہے یا فرض سے محروم؟ اگر فرض سے محروم ہے تو عصبہ بن جائے گی۔

جیسے: مسئلہ

ابن ابن الابن	بنت الابن	بنات صلبیہ ۳
ع		ثلثان

بنات صلبیہ کو ایک سے زیادہ ہونے کی وجہ سے ثلثان ملا تو بنت الابن فرض سے محروم ہوگئی اور اپنے سے ابعد لڑکے (ابن ابن الابن) کی وجہ سے عصبہ بن گئی۔

اگر بنت الابن فرض والی ہو تو وہ ابعد مذکر اولاد کی وجہ سے عصبہ نہیں بنے گی، بلکہ اس کا فرض بدستور باقی رہے گا۔[1]

---

[1] اس سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جب بنات صلبیہ کو ثلثان مل رہا ہو تو بنات الابن بالکلیہ میراث سے محروم نہیں ہوتیں، بلکہ صرف فرض سے محروم ہوتی ہیں۔ عصبہ ہونے کی بنا پر ان کو میراث (باقی اگلے صفحہ پر)

جیسے: مسـ

بنت ا	بنت الابن	ابن ابن الابن
نصف	سدس	

بنت صلبیہ کو ایک ہونے کی بنا پر نصف ملا اور ثلثان میں سے بچا ہوا سدس بنت الابن کو مل گیا، یہ بنت الابن فرض (سدس) والی ہے اس لیے ابعد مذکر اولاد کی وجہ سے عصبہ نہیں بنی۔

اب بنات الابن کے احکام.................ملاحظہ ہوں: ان کے چھ حال ہیں۔

① میت کی بنات صلبیہ اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنت الابن ایک ہو تو اس کو نصف دیا جائے گا۔

② میت کی بنات صلبیہ اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنات الابن ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

③ میت کی ایک بنت صلبیہ ہو تو بنت صلبیہ کو نصف دے کر ثلثان پورا کرنے کیلئے بنات الابن کو سدس دیا جائے گا خواہ بنات الابن ایک ہوں یا زیادہ۔

④ میت کی بنات صلبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو بنات الابن فرض سے محروم ہوتی ہیں۔

⑤ بنت الابن سے اقرب میت کی مذکر اولاد ہو تو بنت الابن وراثت سے محروم ہوتی ہے۔

⑥ بنت الابن سے ابعد مذکر اولاد ہو تو فرض سے محروم ہونے والی عصبہ بن جاتی ہے اور اگر محاذی مذکر اولاد ہو تو ہر قسم کی (فرض سے محروم یا فرض والی) عصبہ بن جاتی ہے۔

مشق نمبر ٦

جو ذوی الفروض پڑھ لیے ہیں، ان کے حصے لکھ کر تخریج کریں۔

① مسـ

زوجہ	بنت ا	اب	جد

② مسـ

زوج	بنت ۵	اخ خیفی	اخت خیفیہ

ملنے کا احتمال موجود ہوتا ہے جیسے مثال مذکور میں بنات صلبیہ کو ثلثان ملنے کی وجہ سے بنت الابن اگرچہ فرض سے محروم ہے لیکن عصبہ ہونے کی وجہ سے وارث ہے اس کی روشنی میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے پیچھے یا آئندہ جہاں ''فرض سے محروم'' ہونے کا تذکرہ ہے وہاں ''فرض'' کی قید احترازی ہے یہ بات بتانے کیلئے کہ فرض سے محروم ہوتے ہوئے بھی وارث ہو سکتی ہے۔

(۳) مسـ
زوجہ اخ خیفی اخت خیفیہ

(۴) مسـ
زوجہ بنت ا ابن اب جد

(۵) مسـ
زوجہ بنت ۳ ابن اخ حقیقی

(۶) مسـ
زوج بنت الابن اب جد

(۷) مسـ
زوج بنت الابن ۳ اخ حقیقی

(۸) مسـ
زوجہ بنت ا بنت الابن ۲ اب

(۹) مسـ
زوج بنت ۳ بنت الابن جد

(۱۰) مسـ
زوجہ بنت الابن ا بنت ابن الابن اخ حقیقی

(۱۱) مسـ
زوج بنت الابن ا بنت ابن الابن ا بنت ابن ابن الابن

(۱۲) مسـ
زوجہ بنت الابن ۲ بنت ابن الابن بنت ابن ابن الابن اب جد

(۱۳) مسـ
زوج بنت الابن ابن الابن اب

(۱۴) مسـ
زوج بنت ۳ بنت الابن ابن الابن اب جد

(۱۵) مسـ
زوجہ بنت الابن ابن ابن الابن اخت خیفیہ

(۱۶) مسـ
زوج بنت ا بنت الابن ابن ابن الابن اب

(۱۷) مسـ
زوجہ بنات ۵ بنت الابن ابن ابن الابن جد

(۱۸) مسـ
زوج بنت ابن الابن ابن الابن اب

(۸) اخت عینیہ: جو بہن باپ اور ماں دونوں طرف سے ہو اس کو ''اخت عینیہ'' اور ''اخت لاب واُم'' کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں۔

(۱) میت کا اب، جد اور مذکر اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو اخت عینیہ محروم ہوگی۔

(۲) محروم کرنے والے مذکورہ بالا تینوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کا اخ عینی موجود ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور اخت عینیہ کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔ اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد بچا ہوا مال ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ اخ عینی کو اخت عینیہ سے دوگنا حصہ ملے۔

(۳) محروم کرنے والے مذکورہ تینوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد موجود ہو تو بھی اخت عینیہ عصبہ ہوگی۔ مگر مؤنث اولاد کا خود عصبہ ہونا ضروری نہیں۔

(۴) میت کے اخ عینی، مؤنث اولاد، اب، جد اور مذکر اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور اخت عینیہ ایک ہو تو اس کو نصف دیا جاتا ہے۔

(۵) ان پانچوں (اب، جد، مذکر اولاد، اخ عینی اور مؤنث اولاد) میں سے کوئی نہ ہو اور اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہو تو ان کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

⑨ اخت علاتیہ: جو بہن صرف باپ کی طرف سے ہو اس کو "اختِ علاتیہ" اور "اخت لاب" کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں۔

(۱) درج ذیل میں سے کسی ایک کے موجود ہوتے ہوئے اخت علاتیہ محروم ہوتی ہے۔

۱۔ اب ۲۔ جد ۳۔ مذکر اولاد ۴۔ اخ عینی ۵۔ عصبہ بننے والی اخت عینیہ

ایسی اخت عینیہ جو فرض والی ہو، عصبہ نہ ہو اس کی وجہ سے اخت علاتیہ کا محروم ہونا ضروری نہیں۔ اس کا حکم آگے آئے گا۔

(۲) مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کا اخ علاتی ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور اخت علاتیہ کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔

(۳) مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد ہو تو بھی اختِ علاتیہ عصبہ ہوتی ہے، مگر مؤنث اولاد کا خود عصبہ ہونا ضروری نہیں۔

(۴) مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی اخت عینیہ فرض والی (نہ کہ عصبہ بننے والی) ایک ہو تو اخت علاتیہ کو سدس ملتا ہے۔ اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہوں تو اخت علاتیہ فرض سے محروم ہوتی ہے۔ تاہم فرض والی اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں اخت علاتیہ کبھی عصبہ بن سکتی ہے۔

(۵) اخت علاتیہ کو محروم کرنے والے مذکورہ پانچ ورثہ نہ ہوں اور نہ ہی میت کا اخ علاتی، میت کی مؤنث اولاد اور فرض والی اخت عینیہ ہو تو اخت علاتیہ کو ایک ہونے کی صورت میں نصف اور ایک سے زیادہ کی صورت میں ثلثان دیا جاتا ہے۔ اس پوری تفصیل سے اخت علاتیہ کے تمام احکام واضح ہو گئے ہیں۔ البتہ ایک بات کی اچھی طرح وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ اخت عینیہ کبھی فرض والی ہوتی ہے اور کبھی عصبہ ہوتی ہے دونوں طرح کی اخت عینیہ کا اخت علاتیہ پر اثر جدا ہوتا ہے۔ اخت عینیہ اگر عصبہ ہو تو اخت علاتیہ میراث سے محروم ہوتی ہے۔ خواہ اخت عینیہ ایک ہو یا زیادہ ہوں۔

جیسے: مسئلہ ۴

اخت علاتیہ	اخت عینیہ	بنت	زوج
م	ع	نصف	ربع
	۱	۲	۱

یہاں اخت عینیہ ایک ہے اور مؤنث اولاد کی وجہ سے عصبہ ہے۔ اس کی وجہ سے اخت علاتیہ میراث سے محروم ہے اور اگر اخت عینیہ فرض والی ہوتو اس کا اخت علاتیہ پر اثر حالت نمبر ۴ میں بیان کیا گیا ہے۔

⑩ اخت خیفیہ: اخت خیفیہ کے احکام اخ خیفی کی طرح ہیں جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔

مشق نمبر ۷

تخریج کریں۔

مسئلہ ① زوج اخ عینی اخت عینیہ

مسئلہ ② زوجہ بنت اخت عینیہ ۳

مسئلہ ③ زوج اخت عینیہ اب

مسئلہ ④ زوجہ اخت عینیہ جد

مسئلہ ⑤ زوج ابن بنت اخت عینیہ

مسئلہ ⑥ زوج اخ عینی اخت عینیہ اب

مسئلہ ⑦ زوجہ اخت عینیہ ا

مسئلہ ⑧ زوج اخت عینیہ ۴

مسئلہ ⑨ زوج اخ علاتی اخت علاتیہ اب

مسئلہ ⑩ زوجہ ابن الابن اخت علاتیہ

مسئلہ ⑪ زوج ابن الابن بنت الابن اخت علاتیہ

مسئلہ ⑫ زوج بنت الابن اخت علاتیہ

مسئلہ ⑬ زوجہ اخ علاتی اخت علاتیہ

مسئلہ ⑭ زوج ابن البنت اخت علاتیہ ا

مسئلہ ⑮ زوج اخت علاتیہ ۳

مسئلہ ⑯ زوجہ بنت اخت عینیہ اخت علاتیہ

مسئلہ ⑰ زوج اخ عینی اخت عینیہ اخت علاتیہ

مسئلہ ⑱ زوج اخت عینیہ ا اخت علاتیہ

مسئلہ ⑲ زوج اخت عینیہ ۲ اخت علاتیہ

مسئلہ ⑳ زوج اخت عینیہ ۲ اخ علاتی اخت علاتیہ

⑪ ام: اس کے تین حال ہیں

(۱) میت کی اولاد میں سے کوئی ایک موجود ہو، یا میت کے کسی قسم کے دو بھائی، بہن موجود ہوں، خواہ دونوں بھائی ہوں یا دونوں بہنیں یا بھائی، بہن مخلوط۔ ایسے ہی خواہ عینی

ہوں یا علاتی یا اخیافی تو ام کو سدس دیا جاتا ہے۔

(۲) میت کی نہ اولاد ہو نہ ہی کسی قسم کے دو بھائی ، بہن ہوں اور میت کا باپ اور احد الزوجین (میاں بیوی میں سے ایک) ہو تو خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی میں سے ثلث دیا جاتا ہے۔ اس کو "ثلث مابقی بعد فرض احد الزوجین" کہتے ہیں۔

مثلاً مسئلہ

زوجہ	ام	اب
ربع	ثلث مابقی	ع
	۱	۲

[زوجہ کو ربع دے کر ۳ باقی رہے۔ ان کا ایک ثلث یعنی (۱) ام کو دے دیا گیا]

اگر باپ اور احد الزوجین دونوں مل کر نہ ہوں بلکہ صرف باپ ہو یا صرف احد الزوجین تو حکم یہ نہ ہوگا جیسے زوج، اخ عینی اور ام ہوں تو صرف زوج ہے اس کے ساتھ باپ نہیں، اس لیے ام کو مابقی کا ثلث نہیں، بلکہ کل ترکے کا ثلث ملے گا۔ اسی طرح اگر مسئلے میں باپ اور ماں ہو تو بھی چونکہ ماں کے ساتھ صرف اب ہے احد الزوجین نہیں۔ اس لیے ام کو ثلث الکل ملے گا۔

(۳) پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو ام کو کل مال کا ثلث دیا جاتا ہے۔

ام کے احکام کا خلاصہ یہ ہے

۱۔ سدس جبکہ { اولاد میں سے کوئی ایک ہو
یا
کسی قسم کے بھائی یا بہن میں سے دو ہوں }

۲۔ احد الزوجین کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا ثلث جبکہ یہ شرائط ہوں۔

① اولاد میں سے کوئی نہ ہو

② کسی قسم کے بھائی، بہن میں سے دو نہ ہوں۔

③ احد الزوجین بھی ہو اور اب بھی ہو۔

۳۔ کل ترکے کا ثلث...... جب کہ پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو

④ جدہ: جدہ کا حکم معلوم کرنے سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لیے جائیں۔

(ا) باپ اور ماں دونوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ امہات کو جدہ کہتے ہیں باپ کی

بلاواسطہ یا بالواسطہ امہات کو "جدہ ابویہ" کہتے ہیں جیسے بلاواسطہ کی مثال ام الاب اور بالواسطہ کی مثال ام ام الاب یا ام اب الاب وغیرہ اور ماں کی بلاواسطہ یا بالواسطہ امہات کو "جدہ امویہ" کہتے ہیں۔ جیسے ام الام یا ام ام الام یا ام اب الام وغیرہ۔

(۲) جدہ کی دوقسمیں ہیں: ۱۔جدہ صحیحہ ۲۔جدہ فاسدہ

جدہ صحیحہ: جس کا میت کے ساتھ رشتہ منسلک ہونے میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو۔ لہٰذا دو صورتوں میں جدہ صحیحہ ہوتی ہے۔(۱) کسی جد کا واسطہ ہی نہ ہو جیسے ام الام یا ام الاب (۲) اگر جد کا واسطہ ہو تو جد صحیح کا ہو، فاسد کا نہ ہو جیسے ام اب الاب (دادے کی ماں) یہاں اب الاب (دادے) کا واسطہ ہے اور وہ جد صحیح ہے۔

جدہ فاسدہ: جس کا میت کے ساتھ رشتہ منسلک ہونے میں کسی جد فاسد کا واسطہ ہو۔ جیسے ام اب الام (نانے کی ماں) یہاں اب الام (نانے) کا واسطہ ہے جو فاسد ہے۔

(۳) جدات کبھی درجہ قرابت میں مساوی ہوتی ہیں اور کبھی مختلف ہوتی ہیں۔ اگر ان کے میت کے ساتھ منسلک ہونے کے واسطے برابر ہوں تو وہ درجہ قرابت میں مساوی کہلاتی ہیں جیسے ام الام اور ام الاب مساوی ہیں۔ اس لیے کہ دونوں میں واسطہ ایک ہی ہے۔ اگر واسطے کم و بیش ہوں تو وہ درجۂ قرابت میں مختلف ہوتی ہیں۔ جس کے واسطے کم وہ "قربیٰ" اور جس کے واسطے زیادہ وہ "بعدیٰ" کہلاتی ہے جیسے ام الاب اور ام اب الاب میں سے پہلی قربیٰ اور دوسری بعدیٰ ہے۔

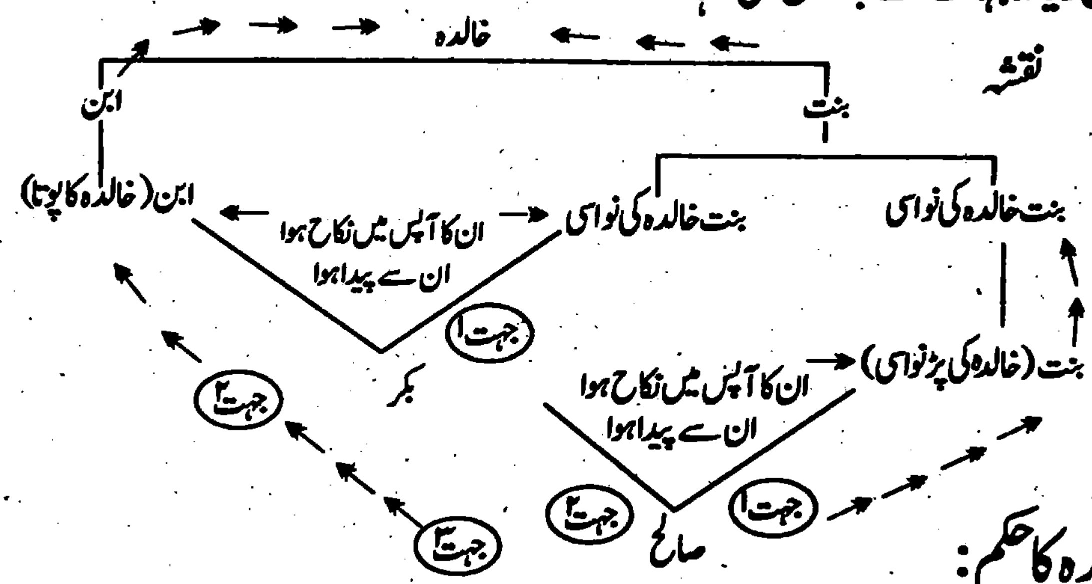
(۴) کبھی ایک ہی عورت کسی کی ایک سے زیادہ جہتوں سے بھی جدہ بن سکتی ہے۔

مثلاً خالدہ کے پوتے کا نکاح خالدہ کی نواسی سے ہوا اور ان سے لڑکا (بکر) پیدا ہوا تو خالدہ بکر کی دو جہتوں سے جدہ ہے وہ اس کی اُم اُم الام (ماں کی نانی) بھی ہے اور اُم اَب الاب (باپ کی دادی) بھی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ بکر خالدہ کا پڑنواسہ بھی ہے اور پڑپوتا بھی۔ پھر مثلاً اسی بکر کا نکاح خالدہ کی نواسی کی لڑکی سے ہوا اور ان سے لڑکا صالح پیدا ہوا تو یہی خالدہ اس لڑکے کی تین جہات سے جدہ ہے۔ ① یہ اس کی والدہ کی پڑنانی ہے۔ ② یہ اس کے باپ (بکر) کی پڑنانی ہے۔ ③ یہ اس

کے باپ (بکر) ہی کی پڑدادی بھی ہے۔

(اس مثال کو درج ذیل نقشے سے سمجھنے کی کوشش کریں......علی ہذا القیاس ایک ہی عورت اس سے بھی زیادہ جہات سے جدہ بن سکتی ہے۔

نقشہ



جدہ کا حکم:

ان امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے جدہ کا حکم یہ ہے کہ جدہ کا حصہ سدس ہے۔خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں، ابویہ ہوں یا امویہ۔لیکن سدس دینے کے لیے درج ذیل قواعد کا لحاظ ضروری ہے۔

① سدس صرف جدات صحیحہ کو دیا جاتا ہے۔جدات فاسدہ ذوی الفروض میں سے نہیں، بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں جن کا حکم آگے آئے گا۔

② بعض صورتوں جدہ صحیحہ سدس سے محروم بھی ہوتی ہے اس کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) میت کی ماں کے ہوتے ہوئے جدہ امویہ اور جدہ ابویہ دونوں محروم ہوتی ہیں۔

(ب) میت کے باپ کے ہوتے صرف جدہ ابویہ مرحوم ہوتی ہے۔جدہ امویہ باپ کی وجہ سے محروم نہیں ہوتی۔

(ج) جد کی وجہ سے صرف وہ جدابویہ محروم ہوتی ہے جس کا رشتہ اسی جد کے واسطہ سے منسلک ہو۔مثلاً اب الاب کی وجہ ام اب الاب محروم ہوگی۔جد کی وجہ سے جدہ امویہ یا ایسی جدہ ابویہ جس کے لیے یہ جد واسطہ نہ ہو محروم نہیں ہوتیں۔مثلاً اب الاب کی وجہ سے ام الاب محروم نہ ہوگی اس لیے کہ واسطہ اب کا ہے نہ کہ اب الاب کا۔

③ کئی جدات صحیحہ درجہ قرابت میں مختلف ہوں تو ان میں سے جو بھی قربیٰ ہے خواہ امویہ ہو خواہ ابویہ اس کی وجہ سے بُعدیٰ محروم ہوگی خواہ وہ بعدیٰ ابویہ ہو یا امویہ جیسے ام الام اور ام ام الام میں سے پہلی (امویہ) کی وجہ سے دوسری (امویہ) محروم ہوگی، ام الام اور ام ام الاب میں سے پہلی (امویہ) کی وجہ سے دوسری (ابویہ) محروم ہوگی۔ ام الاب اور ام ام الم میں سے پہلی (ابویہ) کی وجہ سے دوسری (امویہ) محروم ہوگی۔ الغرض ترجیح ابویہ یا امویہ ہونے کی بنا پر نہیں، بلکہ قرب کی بنا پر ہے۔ قرب ابویہ میں ہوگا تو اس کو ترجیح دی جائے گی اور قرب امویہ کو ہوگا تو اس کو ترجیح ہوگی۔

④ قربیٰ خود کسی وجہ سے محروم ہو رہی ہو تو بھی بعدیٰ بہر حال اس کی وجہ سے محروم ہو جائے گی۔ جیسے کسی کے ورثہ میں ام الاب اور ام ام الام ہوں اور اس کا باپ بھی ہو تو باپ کی وجہ سے ام الاب خود محروم ہوگی اور قربیٰ ہونے کی وجہ سے ام ام الام بھی محروم ہوگی۔

⑤ بتایا جا چکا ہے کہ ایک سے زیادہ جدات صحیحہ کو بھی سدس ہی دیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ جہت قرابت میں مساوی ہوں تو بالاتفاق یہ سدس ان میں برابر تقسیم ہوگا۔ اگر جہت قرابت میں مختلف ہوں مثلاً ایک جدہ کا رشتہ ایک جہت سے ہو اور دوسری کا دو جہت سے (اور کئی جہات سے رشتہ ہونے کی وضاحت اوپر نمبر ۴ میں ہو چکی ہے۔ تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ اب سدس برابر تقسیم نہیں ہوگا، بلکہ جہات کے اعتبار سے تقسیم ہوگا، یعنی تمام جدات کی کل جتنی جہات ہیں سدس کے اتنے حصے کر کے ہر جدہ کو اتنے حصے دیئے جائیں جتنی جہات سے وہ جدہ بن رہی ہو۔ مثلاً دو جدہ میں سے ایک جہت واحدہ سے جدہ ہو اور دوسری دو جہتوں سے جدہ ہو تو کل جہات تین ہوئی۔ سدس کے تین حصے کر کے جہت واحدہ والی کو ایک حصہ اور دو جہتوں والی کو دو حصے دیئے جائیں گے۔ امام ابو یوسفؒ کے ہاں جہات قرابت میں کمی بیشی کا کوئی اعتبار نہیں، ان کے ہاں کمی بیشی کی صورت میں بھی سدس برابر تقسیم ہوگا۔ مفتیٰ بہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہی ہے۔

مشق نمبر ۸

الف: کونسی جدہ صحیحہ اور پھر جدہ صحیحہ ابویہ ہے یا امویہ؟

① ام الاب ② ام الام ③ ام ام الاب ④ ام اب الاب ⑤ ام ام الام

⑥ ام اب الام ⑦ ام اب اب الام ⑧ ام اب ام الام ⑨ ام اب اب الاب

ب: ہر نمبر میں لکھی ہوئی جدات درجہ قرابت میں مساوی ہیں یا مختلف؟ اگر مختلف ہیں تو قربیٰ کون سی ہے؟

① ام الاب، ام الام ② ام اب الاب، ام الام

③ ام ام الام، ام اب الاب ④ ام ام الام، ام الاب، ام اب الاب

ج: ہر نمبر میں جدات کے ساتھ جد لکھا گیا ہے، جو جدہ اس جد کی وجہ سے محروم ہو اس کے نیچے "م" لکھیں۔

① اب الاب ، ام الاب ، ام الام ، ام اب الاب۔

② اب الاب ، ام ام الاب ، ام الام ام اب اب الاب

③ اب اب الاب ، ام اب الاب ،ام الاب

④ اب اب الاب، ام ام الاب ،ام اب اب الاب، ام اب اب الاب، ام اب الاب

د: تخریج کریں۔

مســ
① زوج بنت ا ام جدہ

مســ
② زوج ابن ا اب ام

مســ
③ زوجہ اخ خیفی اخت عینیہ ام

مســ
④ زوج اخت علاتیہ ۳ ام

مســ
⑤ زوج اخت عینیہ ا اخت علاتیہ ام

مســ
⑥ زوج اب ام

مســ
⑦ زوج بنت الابن ام الام ام الاب

مســ
⑧ زوجہ ام الام ام الاب ام

مســ
⑨ زوج ام ام الام ام الاب اب

مســ
⑩ زوج ام الام ام الاب اب الاب

مســ
⑪ ۸ زوجہ ام الام ام اب الاب

مســ
⑫ زوج ام الاب ام ام الام

باب نمبر۲
عصبات کا بیان

پہلے عصبات کے متعلق ضروری اصطلاحات ومعلومات لکھی جاتی ہیں، پھر ان کی روشنی میں عصبات کی توریث (وارث بنانے) کے اصول لکھے جائیں گے۔

عصبہ:

ایسا وارث جس کا فرض مقرر نہ ہو، ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں جمیع ترکہ کا اور ذوی الفروض ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ کا مستحق ہو۔

عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبیہ (۲) عصبہ سببیہ، عصبہ نسبیہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) عصبہ بنفسہٖ (۲) عصبہ بغیرہ (۳) عصبہ مع غیرہ۔ عصبہ سببیہ کا بیان آگے آرہا ہے۔

عصبہ بنفسہٖ: میت کا ایسا مذکر رشتہ دار جس کا میت کے ساتھ رشتہ صرف عورت کے ذریعہ سے نہ ہو۔ مؤنث عصبہ بنفسہٖ نہیں ہوتا ہے۔ جیسے ام اور ایسا مذکر جس کا رشتہ صرف عورت کے ذریعے سے ہو عصبہ بنفسہٖ نہیں ہوتا۔ جیسے اب الام (نانا) ابن البنت (نواسہ) اور اخ خیفی وغیرہ جو خود بھی مذکر ہو اور اس کا رشتہ میت کے ساتھ یا تو بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو تو صرف مرد کے ذریعے سے ہو یا مرد وعورت دونوں کے ذریعے سے ہو وہ عصبہ بنفسہٖ ہے جیسے ابن (بلا واسطہ) اخ علاتی (صرف مرد یعنی اب کا واسطہ) اخ عینی (مرد، باپ) اور عورت (ماں) دونوں کا واسطہ۔

اس عصبہ بنفسہٖ کی چار اصناف ہیں۔ (۱) جزء المیت، یعنی میت کے فروع، بیٹا، پوتا وغیرہ۔ یہ صنف اوّل ہے۔ (۲) اصل المیت، یعنی میت کے اصول۔ باپ دادا وغیرہ یہ صنف ثانی ہے۔ (۳) جزء اب المیت، میت کے باپ کے فروع یعنی بھائی اور ان کی اولاد بھتیجے وغیرہ یہ صنف ثالث ہے۔ (۴) جزء جد المیت، جد قریب یا جد بعید کے فروع جیسے دادے کا بیٹا یعنی

چچا اور اس کی اولاد یا پردادے کا بیٹا یعنی باپ کا چچا اور اس کی اولاد۔ یہ صنف رابع ہے۔

کبھی میت کے عصبہ بنفسہ ایک سے زیادہ ہوتے ہیں اور ان میں کچھ فرق بھی ہوتا ہے

فرق تین طرح کا ہوتا ہے۔

مثلاً

① ابن ، اب ، اخ

② اب ، جد

③ اخ عینی ، اخ علاتی

پہلی مثال میں تین عصبات ہیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ ہر عصبہ الگ صنف کا ہے۔ ابن صنف اوّل اور اب صنف ثانی اور اخ صنف ثالث سے ہے۔ ایسے فرق کو ''جہت عصوبت کے فرق'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ چار اصناف میں سے ہر پہلی صنف کا عصبہ بعد والی اصناف کے عصبہ سے باعتبار جہت کے اقرب کہلائے گا۔

دوسری مثال میں دونوں عصبہ ایک ہی صنف سے تو ہیں (یعنی صنف ثانی سے) مگر اس کے باوجود ان میں فرق یہ ہے کہ اب بلا واسطہ عصبہ ہے اور جد ایک واسطے سے۔ واسطوں کی کمی بیشی کے فرق کو ''درجۂ قرابت کے فرق) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کم واسطے والا زیادہ واسطے والوں سے باعتبار درجہ کے اقرب کہلائے گا۔

تیسری مثال میں صنف بھی ایک ہے (صنف ثالث) اور درجہ بھی برابر ہے۔ اس لیے کہ دونوں اب المیت کے براہِ راست بیٹے ہیں، مگر ان میں فرق یہ ہے کہ ایک باپ اور ماں دونوں طرف سے رشتہ دار ہے اور دوسرا صرف باپ کی طرف سے عینی یا علاتی ہونے کے اس فرق کو ''قوۃ قرابت کے فرق'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دو طرف سے منسوب ہونے والا ایک طرف سے منسوب ہونے والے سے باعتبار قرابت کے اقویٰ کہلاتا ہے۔

فرق کی یہ تین نوعیتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائیں، عصبات کے احکام میں ان

کا استحضار ضروری ہوگا۔

عصبہ بغیرہ: ذوی الفروض میں سے وہ عورتیں جن کا فرض نصف یا ثلثان ہے اور وہ اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہیں "عصبہ بغیرہ" ہیں۔ وہ چار ہیں (۱) بنت صلبیہ (۲) بنت الابن (۳) اخت عینیہ (۴) اخت علاتیہ۔ ایسی عورتیں جو ذوی الفروض میں سے نہیں ہیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں۔ جیسے پھوپھی اپنے بھائی یعنی چچا کے ساتھ عصبہ نہیں ہوگی، اکیلا چچا ہی عصبہ ہوگا۔

عصبہ مع غیرہ: وہ عورت جو کسی عورت کی وجہ سے عصبہ بنے، جیسے اخت عینیہ اور اخت علاتیہ مؤنث اولاد کی وجہ سے عصبہ بنتی ہیں۔

عصبہ سببیہ: میت کے معتِق (آزاد کرنے والے) کو عصبہ سببیہ کہتے ہیں، خواہ معتِق مذکر ہو یا مؤنث۔

عصبات کی توریث کا طریقہ:

عصبات کی توریث کے قواعد پہلے مثالوں کی مدد سے سمجھائے جاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ یاد کرنے کے لیے ان قواعد کا ملخص بھی پیش کر دیا جائے گا۔

① اگر میت کے ورثہ میں ذوی الفروض ہوں تو سب سے پہلے ان کو فرائض دیئے جاتے ہیں۔ فرائض دے کر جو مال بچے وہ عصبات کو دیا جاتا ہے۔ ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں سارا ترکہ عصبات کو دیا جاتا ہے۔

② مثال: (۱)

میت

زوج	ابن	اب	معتق
ربع	ع	سدس	م

(۲)

میت

زوج	بنت	اخت عینیہ	معتق
ربع	نصف	ع	م

ان دو مثالوں میں سے پہلی مثال میں عصبہ بنفسہٖ (ابن) کی وجہ سے اور دوسری مثال

میں عصبہ بغیرہ کی وجہ معتق کو محروم قرار دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ:

''کسی بھی قسم کے عصبہ نسبیہ کے ہوتے ہوئے
معتق (عصبہ سببیہ) محروم ہوتا ہے۔

③ مثال: (۱)

مسـ

زوج	ابن	اب
ربع	ع	سدس

(۲)

مسـ

زوج	اب	اخ عینی
نصف	ع	م

(۳)

مسـ

زوج	اخ عینی	عم
نصف	ع	م

تینوں مثالوں میں عصبہ نسبیہ ایک سے زیادہ ہیں اور ہر مثال میں دیئے گئے عصبات میں جہتِ عصوبت کا فرق ہے۔ پہلی مثال میں ابن صنف اوّل سے اور اب صنف ثانی سے ہے ابن جہۃً اقرب اور اب جہۃً ابعد ہے۔ دوسری مثال میں اب صنف ثانی سے اور اخ عینی صنف ثالث ہے۔ یہاں اب جہۃً اقرب اور اخ عینی ابعد ہے۔ تیسری مثال میں اخ عینی صنف ثالث سے اور عم صنف رابع سے ہے۔ یہاں اخ عینی جہۃً اقرب اور عم جہۃً ابعد ہے۔ ہر مثال میں باعتبار جہت کے اقرب کو وارث بنا کر باعتبار جہت کے ابعد کو تعصیب سے محروم رکھا گیا ہے معلوم ہوا کہ

''ایک سے زیادہ عصبات میں فرق ہونے کی صورت میں سب سے پہلے
جہت عصوبت کا فرق دیکھ کر قربِ جہت والے کو ترجیح ہوتی ہے۔''

مثال: (۱)

مسـ

زوج	ابن	ابن الابن
ربع	ع	م

(۲)

مسـ

زوج	اب	جد
نصف	ع	م

مسـ

زوج	اخ عینی	ابن اخ عینی (بھتیجا)
نصف	ع	م

مسئلہ

زوج	عم	ابن العم
نصف	ع	م

پہلی مثال میں دیئے گئے دونوں عصبات ایک ہی صنف یعنی جزء المیت سے ہیں، دوسری مثال میں دونوں اصل المیت سے، تیسری میں دونوں جزء اب المیت سے اور چوتھی میں دونوں جزء جد المیت سے ہیں۔ ہر مثال میں دئے گئے عصبات چونکہ ایک ہی صنف کے ہیں، اس لیے کسی مثال میں بھی جہتِ عصوبت کا فرق نہیں ہے، البتہ درجے کا فرق ہر مثال میں ہے، پہلی مثال میں ابن درجۃ اقرب ہے اور ابن الابن ابعد ہے، دوسری میں اب اقرب اور جد ابعد ہے۔ تیسری میں اخ عینی اقرب اور بھتیجا ابعد ہے اور چوتھی میں عم اقرب اور ابن العم ابعد ہے۔ ہر مثال میں اقرب کی وجہ سے ابعد کو محروم کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ:

''ایک سے زیادہ عصبات جہت عصوبت میں برابر ہوں تو درجۂ قرابت کا فرق دیکھ کر اقرب کی وجہ سے ابعد کو محروم کیا جاتا ہے۔''

مثال:

مسئلہ

زوجہ	اخ عینی	اخ علاتی
ربع	ع	م

یہاں دونوں عصبے جہتِ عصوبت میں بھی برابر ہیں یعنی ایک ہی صنف سے ہیں اور درجۂ قرابت میں بھی برابر ہیں کہ دونوں اب المیت کی بلاواسطہ اولاد ہیں، البتہ قوۃ قرابت کا فرق ہے (کمامر) اخ عینی اخ علاتی سے اقویٰ ہے، اخ عینی کو عصبہ بنا دیا گیا اور اخ علاتی کو محروم کر دیا گیا، معلوم ہوا کہ

''ایک سے زیادہ عصبات جہت اور درجے میں برابر ہوں تو قوۃ قرابت کو دیکھ کر اقویٰ کی وجہ سے اضعف کو محروم کیا جاتا ہے۔''

مثال:

مسئلہ

زوج	ابن	ابن	ابن
ربع		ع	

یہاں تینوں عصبات میں نہ جہت کا فرق ہے نہ درجہ کا اور نہ ہی قوۃ قرابت کا، چونکہ یہ ہر اعتبار سے برابر ہیں، اس لیے تینوں وارث ہوں گے معلوم ہوا کہ:

”عصبہ نسبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح قرب جہت کی بنا پر ہوگی، جہت میں برابر ہونے کی صورت میں ترجیح قرب درجہ کی بنا پر ہوگی، درجے میں برابر ہونے کی صورت ترجیح قوۃ قرابت کی بنا پر ہو گی، قوۃ قرابت میں بھی برابر ہوں تو سب وارث ہوں گے۔“

④ مثال: مسـ

زوج	بنت	اخت عینیہ	اخ علاتی
ربع	نصف	ع	م

یہاں اخت عینیہ عصبہ مع غیرہ میں سے ہے اور اخ علاتی عصبہ بنفسہ میں سے ہے اخت عینیہ قرابۃً اقویٰ، اخ علاتی اضعف ہے۔ عصبہ بنفسہ کو عصبہ مع غیرہ پر ترجیح دے کر اخ علاتی کی وجہ سے اخت عینیہ کو محروم نہیں کیا گیا، بلکہ اخت عینیہ کو قوۃ قرابت کی بنا پر عصبہ بنا کر اخ علاتی کو محروم کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ:

”عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ جمع ہو جائیں تو ترجیح عصبہ بنفسہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی، بلکہ قرب جہت، قرب درجہ یا قوۃ قرابت کی وجہ سے ہوگی۔ اگر جہت، درجے اور قوۃ قرابت میں برابر ہوں تو سب عصبہ ہوں گے۔“

مشق نمبر ۹

(ا) ہر عصبہ کے نیچے لکھیں کہ عصبہ کی کون سی قسم ہے۔ عصبہ بنفسہ ہونے کی صورت میں کون سی صنف ہے۔

① مسـ

زوج	بنت	ابن	ام

② مسـ

زوج	ابن الابن	اخ عینی	جدہ

③ مسـ

زوج	بنات ۳	بنت الابن	ابن ابن الابن

④ مسـ

زوجہ	بنت	ابنت الابن	ابن ابن الابن

مسـ
⑤ زوج اخ خیفی جد

مسـ
⑥ زوج اخ عینی اخ خیفی

مسـ
⑦ زوج ابن اخ خیفی عم

مسـ
⑧ زوج اخت عینیہ اخ عینی

(ب) ہر مثال میں دیئے گئے عصبات میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا؟

مسـ
① ابن اب

مسـ
② اب عم

مسـ
③ اخ عینی اخ علاتی

مسـ
④ اخ عینی ابن اخ عینی

مسـ
⑤ ابن ابن ابن الابن

مسـ
⑥ اخ علاتی ابن العم

(ج) تخریج کر کے ہر وارث کو اس کا حصہ دیں:

مسـ
① زوج بنت ا - ابن اب

مسـ
② زوجہ ابن ابن اخ عینی جدہ

مسـ
③ زوج بنت ۳ اب جد

مسـ
④ زوجہ اخت عینیہ اخ عینی اخ علاتی

مسـ
⑤ زوج بنت اب الاب اب اب الاب

مسـ
⑥ زوج بنت الابن ابن الابن ابن ابن الابن

مسـ
⑦ زوج بنت اخت علاتیہ ابن اخ علاتی

مسـ
⑧ زوجہ بنت اخت عینیہ عم

مسـ
⑨ زوج بنت ابن عم

عصبہ سببیہ کی توریث کا طریقہ

(۱) عصبہ نسبیہ کی تین قسموں میں سے کسی قسم کا بھی عصبہ موجود ہو تو سببیہ محروم ہوتا ہے۔ عصبہ نسبیہ نہ ہو تو میت کا معتِق عصبہ ہوتا ہے۔ معتق خواہ مرد ہو یا عورت

(۲) معتق موجود نہ ہو، میت سے پہلے ہی انتقال کر گیا ہو تو معتق کے عصبہ بنفسہ کو وارث بنایا جائے گا۔ معتق کے عصبہ بنفسہ کئی ہوں تو حسبِ ضابطہ بالا پر پہلی صنف والے کی وجہ سے بعد کی صنف والا محروم ہوگا۔ ایک ہی صنف کے کئی ہوں تو ترجیح قرب درجہ کی بنا پر ہوگی مثلاً

مسـ

زوج	بنت	ابن المعتق	ابن ابن المعتق
ربع	نصف	ع	م

مسـ

زوج	اخ خیفی	اخ المعتق	ابن اخ المعتق
نصف	سدس	ع	م

(ترجیح قرب درجہ کی بنا پر ہے)

مسئلہ

زوجہ	اخت خیفیہ ۳	اخ المعتق	عم المعتق	(ترجیح قرب جہت کی بنا پر ہے)
ربع	ثلث	ع	م	

(۳) اگر معتق نہ ہو، معتق کا بیٹا اور باپ دونوں ہوں تو ضابطۂ بالا کے مطابق چونکہ بیٹا صنفِ اوّل سے اور باپ صنفِ ثانی سے ہے، اس لیے ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ بطور تعصیب کے بیٹے کو ملنا چاہیے اور معتق کے باپ کو کچھ نہیں ملنا چاہیے۔ طرفین اس صورت میں بھی اسی ضابطے کے مطابق عمل کے قائل ہیں، یعنی ابن المعتق کی وجہ سے اب المعتق محروم ہوگا، لیکن امام ابو یوسفؒ کے ہاں صرف یہ صورت اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ ان کے ہاں ذوی الفروض سے بچے ہوئے ترکے کا سدس اب المعتق کو ملے گا اور باقی ابن المعتق کو دیا جائے گا۔

(۴) معتق کا عصبہ بنفسہ نہ ہو تو معتق کو وارث بنایا جائے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کے عصبہ بنفسہ کو، یہ بھی نہ ہو تو معتق المعتق کے معتق کو۔ علی ہذا القیاس سلسلہ چلتا جائے گا۔ خواہ معتق المعتق یا اس کا معتق مرد ہو یا عورت ہو۔

(۵) معتق کے ذوی الفروض وارث نہیں ہوں گے۔ جیسے زوجۃ المعتق، ام المعتق، جدۃ المعتق وغیرہ

(۶) معتق کے عصبہ بغیرہ یا مع غیرہ بھی وارث نہیں ہوتے جیسے

مسئلہ

زوجہ	اخت خیفیہ	اخ المعتق	اخت المعتق
ربع	سدس	ع	م

یہاں معتق کی بہن عصبہ بغیرہ ہے، یہ وارث نہیں ہوگی صرف عصبہ بنفسہ (اخ) وارث ہوگا۔

(۷) کسی غلام یا باندی کا معتق وہ شمار ہوگا جس کی ملکیت میں وہ آزاد ہوا ہو، خواہ اپنے اختیار سے آزاد کیا ہو یا اضطراراً آزاد ہو گیا ہو، جیسے نے کسی اپنے ذو رحم محرم کو خریدا اور وہ آزاد ہو گیا اگر کئی مالکوں کی ملکیت میں آزاد ہوا ہو تو سب عصبہ سببیہ ہوں گے، اگر ان کی ملکیت برابر ہو تو برابر وارث ہوں گے۔ اگر ملکیت کم وبیش ہو تو ہر شخص بقدر ملک وارث ہوگا۔ یعنی جس

شخص کا جتنا ملک ہوگا، میراث میں سے اس کا اتنا ہی حصہ ہوگا۔

مثال: ایک غلام کی تین آزاد بیٹیوں میں سے دو نے پچاس دینار کے بدلے میں اپنے باپ کو خرید لیا، ان میں سے ایک نے بیس دینار اور دوسری نے تیس دینار دیئے۔ تیسری خرید نے میں شریک نہیں ہوئی خرید نے سے وہ آزاد ہو گیا، آزاد ہونے کے بعد وہ غلام صرف ان تین کو چھوڑ کر فوت ہوا۔ اس کے ترکے میں سے ثلثان بطور فرض کے تینوں کو ملے گا۔ باقی خرید نے والی کو دو کو عصبہ سببیہ ہونے کی بنا پر ملے گا، تیسری کو باقی میں سے کچھ نہیں ملے گا، اس لیے کہ وہ معتقہ نہیں ہے۔ باقی ترکہ پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر ان میں سے تین حصے تیس دینار والی کو اور دو حصے بیس دینار والی کو ملیں گے۔ تا کہ ہر ایک کو بقدر ملک حصہ مل جائے گا، اس لیے کہ تیس دینار والی باپ کے تیس خمس کی مالک تھی اور بیس دینار والی دو خمس کی مالک تھی۔

---

[1] اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معتق کے ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ کے نہ ہونے کی صورت میں معتق وارث ہوتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت، اگر معتق نہ ہو تو معتق کے معتق کو بھی وہ خواہ مرد ہو یا عورت، اگر یہ بھی موجود نہ ہو تو معتق کا عصبہ بنفسہ وارث ہوتا ہے معتق کا عصبہ مع غیرہ یا عصبہ بغیرہ اور ذوی الفروض وارث نہیں ہوتے اور عصبہ بنفسہ مرد ہی ہو سکتا ہے عورت عصبہ بنفسہ نہیں ہوتی۔ اس سے بات معلوم ہوگئی کہ ولاء کی وجہ سے عورت صرف اس وقت وارث ہوتی ہے جب کہ اس نے میت کو آزاد کیا ہو یا اس کے کسی معتق نے آزاد کیا ہو۔ اس کے علاوہ عورت کے ولاء کی بنا پر وارث ہونے کی صورت نہیں۔ اس لیے کہ عورت یا ذوی الفروض میں سے ہوتی ہے یا عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ اور خود معتق کے موجود نہ ہونے کی صورت میں معتق کے ذو الفروض، عصبہ مع غیرہ یا عصبہ بغیرہ میں سے کوئی وارث نہیں ہوتا۔ اس اثر کا بھی یہی مطلب ہے جو مختلف صحابہؓ و تابعین سے الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ مروی ہے:

ليس للنساء من الولاء الا ما أعتقن أو أعتق من أعتقن أو كاتبن أو كاتب من كاتبن أو دبرن أو دبر من دبرن أو جر ولاء معتقهن (نصب الرایہ ص ۱۵۴ ج ۴) یعنی عورتوں کو ولاء کی بنا پر ان کے اپنے معتق یا معتق المعتق یا مکاتب یا مکاتب المکاتب یا مدبر یا مدبر المدبر کی میراث ملے گی۔ عورتوں کو معتق نہ ہونے کی صورت معتق کے ذوی الفروض میں سے ہونے کی بنا پر مثلاً معتق کی زوجہ، اس کی بیٹی، ماں وغیرہ ہونے کی بنا پر یا اس کے عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ ہونے کی بنا پر کچھ نہیں ملے گا۔ آخری جملے میں "جر ولاء" کا ذکر ہے۔ اس کی تفصیل کتب فقہ میں کتاب الولاء میں دیکھی جا سکتی ہے۔

مشق نمبر ۱۰

(الف) تخریج کریں؟

① میت: زوج، بنت، اخت عینیہ، معتق

② میت: زوجہ، بنت، ابن، معتق

③ میت: زوج، اخ خیفی، اخت خیفیہ، معتق

④ میت: زوج، بنت، ام، جدہ، معتق

⑤ میت: زوجہ، اخت عینیہ، ام المعتق، ابن المعتق

⑥ میت: زوج، علاتیہ، اخت المعتق، اخ المعتق

⑦ میت: زوجہ، اخ خیفی، ابن المعتق، اب المعتق

⑧ میت: زوج، ام، عم المعتق، ابن عم المعتق

⑨ میت: زوجہ، جدہ، معتق کا اخ عینی، معتق کا اخ علاتی

⑩ میت: زوج، ام، جدہ، معتقہ

⑪ میت: زوج، اخت عینیہ، معتقۃ المعتق

⑫ میت: زوجہ، اخت علاتیہ، معتق المعتق

⑬ میت: زوج، جدہ، معتق المعتق

⑭ میت: زوج، اخ خیفی، ابن المعتق، معتق المعتق

(ب) (۱) ایک غلام (خالد) کے بیٹے اور بیٹی دونوں نے اپنے باپ کو خریدا اور وہ آزاد ہو گیا، باپ کسی اور غلام (رشید) کو خرید کر آزاد کر کے مر گیا، اس کے بعد رشید کا انتقال ہوا۔ اس کا معتق خالد نہیں ہے۔ خالد کا بیٹا اور بیٹی ہے رشید کا ترکہ کس کو کتنا ملے گا؟

(۲) دو لڑکیوں میں سے ایک نے اپنے باپ کو خریدا اور وہ آزاد ہو گیا۔ پھر وہ ان دونوں لڑکیوں کو چھوڑ کر مر گیا۔ اس کا ترکہ ان دونوں میں کیسے تقسیم ہوگا؟

باب نمبر۳

''منع'' اور ''حجب'' کا بیان

کسی وارث کا ایسے سبب کی بنا پر وراثت سے محروم ہونا جو خود اس وارث میں موجود ہو، ''منع'' ہے، وہ سبب جس کی وجہ سے محروم ہوا ہے ''مانع'' ہے اور وہ وارث ''محروم'' ہے۔ کسی اور وارث کی وجہ سے دوسرے کو میراث بالکل نہ ملنا یا اس کا مقررہ حصہ کم ہو جانا ''حجب'' ہے۔ بشرطیکہ وہ وارث جس کی وجہ سے حصہ کم ہوا اس وارث کے حصے میں شریک نہ ہو۔ جس کا حصہ کم ہوا ہے۔ مثلاً کسی صورت میں ایک زوجہ کو رُبع ملتا ہو اس کے ساتھ ایک اور زوجہ ہو گی تو دونوں کو ربع مل کر آدھا آدھا ہوگا۔ ربع کا آدھا ثمن ہوتا ہے یہاں ایک زوجہ کا حصہ دوسری زوجہ کی وجہ سے ربع سے کم ہو کر ثمن ہوا، مگر یہ حجب نہیں، کیونکہ وہ زوجہ بھی اس حصے میں شریک ہے۔

جس کی وجہ سے حصہ کم ہو یا نہ ملے وہ ''حاجب'' اور جس کا حصہ کم ہو یا نہ ملے وہ ''محجوب'' کہلاتا ہے۔

اب منع اور حجب دونوں کی تفصیلات لکھی جاتی ہیں۔

منع: موانع ارث درج ذیل ہیں۔

① رق، رقیق ہونا، یہ کسی کا وارث نہ ہوگا۔ رق خواہ کامل ہو یا ناقص جیسے مدبر اور ام ولد وغیرہ ان کا رق ناقص ہوتا ہے۔

② ایسا قتل جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو، قتل عمد میں قصاص اور شبہ عمد، خطاء، جاری مجری خطا میں کفارہ ہوتا ہے۔ اس لیے مورث کا قاتل ان چار قسم کے قتل کی وجہ سے محروم ہوگا۔ قتل بالسبب میں قصاص اور کفارہ نہیں ہوتا، صرف دیت ہوتی ہے اس لیے اس کی وجہ سے محروم نہیں ہوگا۔

③ اختلاف دینین، مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

اور دوسرا کافر دوسرے دارالحرب کا ہوتو یہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ اختلاف دارین کفار کے درمیان وراثت سے مانع ہے، مسلمان ایک دوسرے کے بہرحال وارث ہوں گے اگرچہ ان میں اختلاف دارین پایا جاتا ہو۔

حجب:

حجب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وارث کی وجہ سے دوسرے کا حصہ کم ہوتو اس کو "حجب نقصان" کہتے ہیں۔ ایک وارث کی وجہ سے دوسرا وارث بالکل محروم ہوجائے تو اس کو "حجب حرمان" کہتے ہیں۔ ان دونوں قسموں سے متعلق قواعد یہ ہیں۔

[۱] حجب نقصان صرف پانچ ذوی الفروض میں ہوتا ہے۔ ① زوج ② زوجہ۔ ان دونوں کا حصہ اولاد کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ ③ ام۔ اس کا حصہ اولاد، اخوۃ اور اخوات سے کم ہوتا ہے۔ ④ بنت الابن۔ اس کا فرض بنت صلبیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ ⑤ اخت علاتیہ۔ اس کا فرض اخت عینیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔

[۲] چھ ورثہ ایسے ہیں جن میں حجب حرمان کبھی نہیں ہوتا۔ ① اب ② ام ③ ابن ④ بنت ⑤ زوج ⑥ زوجہ۔ ان کے علاوہ باقی تمام ورثہ میں حجب حرمان ہوسکتا ہے۔

[۳] حجب حرمان دو اصول پر مبنی ہے۔ ① اقرب کی وجہ سے ابعد محروم ہوتا ہے۔ جیسے ابن کی وجہ سے ابن الابن۔ ② جس کا رشتہ میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو، اس واسطے کے ہوتے ہوئے وہ محروم ہوگا۔ جیسے ام الام، ام کی وجہ سے محروم ہوگی۔ اس اصول سے خیفی بھائی بہن مستثنیٰ ہیں۔ یہ ام کے واسطے سے رشتہ دار ہوتے ہیں، مگر ام کی وجہ سے محروم نہیں ہوتے۔

[۴] جو کسی مانع ارث کی وجہ سے محروم ہو وہ حنفیہ اور جمہور صحابہؓ کے ہاں کسی دوسرے کے لیے نہ حاجب حرمان بن سکتا ہے اور نہ حاجب نقصان، بلکہ اس کو غیر موجود شمار کر کے دوسرے ورثہ کو وارث بنایا جاتا ہے۔

جیسے ① مسئلہ

اب	ابن الابن	ابن کافر	زوج
	ع	م	

② مسئلہ

اب	ابن قاتل	زوجہ
	م	ربع

پہلی مثال میں ابن کافر ابن الابن کے لیے حاجب حرمان نہیں، دوسری مثال میں ابن قاتل زوجہ کے لیے حاجب نقصان نہیں، اس کا فرض رُبع ہی رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاں محروم حاجب نقصان بن سکتا ہے، حاجب حرمان نہیں بن سکتا، لہٰذا ان کے ہاں پہلی مثال میں ابن الابن، ابن کافر کی وجہ سے محروم نہیں ہوگا، دوسری مثال میں ابن قاتل کی وجہ سے زوجہ کا حصہ رُبع سے کم ہو کر ثمن رہ جائے گا۔

اسی اختلاف کی بنا پر حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ۲۴ کا عول کبھی ۳۱ بھی ہوسکتا ہے۔ جمہور وحنفیہ کے ہاں ۲۴ کا عول صرف ۲۷ ہوسکتا ہے۔ ۳۱ نہیں ہوسکتا جیسے

مسئلہ ۲۴ عـ ۳۱

ام	اخت خیفیہ ۲	اخت عینیہ ۲	ابن رقیق	زوجہ
سدس	ثلث	ثلثان	م	ثمن
۴	۸	۱۶		۳

اس کی تخریج جمہور وحنفیہ کے ہاں اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۲ عـ ۱۷

ام	اخت خیفیہ ۲	اخت عینیہ ۲	ابن رقیق	زوجہ
سدس	ثلث	ثلثان	م	ربع
۲	۴	۸		۳

۵ جو کسی دوسرے وارث کی وجہ سے محجوب ہو وہ خود محجوب ہوتے ہوئے دوسرے کے لیے حاجب حرمان بھی بن سکتا ہے اور حاجب نقصان بھی۔

محجوب کے حاجب حرمان ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ

ام ام الام	ام الاب	اب	زوج
م	م	ع	نصف

ام الاب باپ کی محجوب ہونے کے باوجود ام الام کے لیئے حاجب حرمان ہے۔

محجوب کے حاجب نقصان ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ

زوجہ	اخ عینی ۲	اب	ام
ربع	م	ع	سدس

دو اخ عینی باپ کی وجہ سے محجوب ہونے کے باوجود ام کے لیے حاجب نقصان ہے کہ اس کا حصہ ثلث سے کم ہو کر سدس ہو گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۱

(ا) درج ذیل مثالوں میں ممنوع، محجوب اور حاجب تلاش کریں، حاجب حرمان اور حاجب نقصان کا امتیاز بھی کریں۔

① مسئلہ: زوج، بنت، ابن، ام

② مسئلہ: زوجہ، بنت الابن، اب، ام

③ مسئلہ: زوج، اخت عینیہ، اخت علاتیہ

④ مسئلہ: زوج، اخ عینی، اخ علاتی، عم

⑤ مسئلہ: زوج رقیق، ابن، ابن الابن

⑥ مسئلہ: زوج، بنت، ام، جدہ

⑦ مسئلہ: زوجہ، بنت، ابن کافر، اب

(ب) تخریج کریں۔ جہاں حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور کا اختلاف ہو وہ دونوں قولوں کے مطابق حل کریں۔

① مسئلہ: زوج، بنت کافرہ، ام

② مسئلہ: زوجہ، بنت رقیقہ، بنت الابن، اب، ام

③ مسئلہ: زوجہ، اخت عینیہ قاتلہ، اخت علاتیہ، ام

④ مسئلہ: زوج، اخت عینیہ کافرہ، اخت علاتیہ ۲، ام

⑤ مسئلہ: زوجہ، بنت، ابن، اب کافر، جد

⑥ مسئلہ: زوج، ابن قاتل، اخ خیفی، ام

⑦ مسئلہ: زوج، بنتان کافرتان، بنت الابن، اب

باب نمبر۴
تصحیح کا بیان

کبھی ورثہ کے ایک طائفہ کو مشترک سہام ملتے ہیں۔ کبھی تو وہ مشترک سہام اس طائفہ کے افراد پر پورے پورے (بغیر کسر کے) تقسیم ہوجاتے ہیں۔ جیسے:

① مسئلہ ۱۲

زوجات ۳	اخ خیفی ۲	اب	ام
ربع	م	ع	سدس
۳		۷	۲

② مسئلہ ۱۳/۱۲

زوج	بنات ۴	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

پہلی مثال میں تین زوجات کو ۳ سہام ملے جو بلا کسر تقسیم ہوتے ہیں، دوسری مثال میں ۴ بنات کو ۸ سہام ملے جو ہر ایک کو دو، دو مل کر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

کبھی کسی طائفہ کے مشترک سہام میں کسر واقع ہوجاتی ہے۔ یعنی اس طائفہ کے افراد پر پورے، پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ جیسے

مسئلہ ۱۳/۱۲

زوج	بنات ۵	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

یہاں ۸ سہام ۵ افراد پر منکسر ہیں، یعنی پورے، پورے تقسیم نہیں ہو سکتے۔ جب کسی طائفے کے سہام اس کے افراد پر منکسر ہوجائیں تو ایسے موقع پر مخرج اور سہام کو بڑھایا جاتا ہے تا کہ کسر ختم ہوجائے اس عمل کو "تصحیح" کہتے ہیں۔ تصحیح کے قواعد سے پہلے اعداد میں نسبتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔

نسب اربعہ کا بیان: دو عددوں کے درمیان نسبت کی چار قسمیں ہیں۔ ۱ تماثل

۲ تداخل ۳ توافق ۴ تباین۔

تماثل: دوعدد آپس میں مساوی ہوں۔ جیسے چار اور چار ایسے دوعددوں کو ''متماثلین'' کہتے ہیں

تداخل: دوعددوں میں سے ایک بڑا اور دوسرا چھوٹا ہو اور چھوٹا بڑے کو پورا پورا تقسیم کر دیتا ہو، جیسے ۳ اور ۶، ایسے دوعددوں کو ''متداخلین'' کہتے ہیں۔

توافق: دوعددوں میں سے ایک چھوٹا اور دوسرا بڑا ہو، چھوٹا بڑے کو پورا، پورا تقسیم نہ کرتا ہو، البتہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو تقسیم کر دیتا ہو، جیسے ۶ اور ۹ کہ ان دونوں کو ۳ تقسیم کر دیتا ہے۔ ایسے دوعددوں کو ''متوافقین'' کہتے ہیں۔

تباین: دوعدد کم وبیش ہوں، نہ چھوٹا بڑے کو تقسیم کرتا ہو اور نہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو تقسیم کر سکتا ہو، جیسے ۵ اور ۷۔ ایسے دوعددوں کو متباینین'' کہتے ہیں۔

عادِ اعظم اور وفق: دیکھیے: ۱۲ اور ۱۸ کو کئی اعداد تقسیم کر سکتے ہیں، ۲، ۳، ۶ ان کو تقسیم کرنے والے اعداد میں سے بڑا عدد ۶ ہے، بڑے سے بڑا وہ عدد جو دوعددوں کو تقسیم کرے ان کا ''عادِ اعظم'' کہلاتا ہے۔ لہٰذا ۶ بارہ اور اٹھارہ کا عادِ اعظم ہے۔ پھر دوعددوں میں سے ہر ایک کو عادِ اعظم پر تقسیم کرنے سے جو جواب آئے وہ اس عدد کا ''وفق'' کہلاتا ہے۔

مثلاً مذکورہ مثال میں ۱۲ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے جواب ۲ آتا ہے تو ۲ وفق ہے ۱۲ کا اور اٹھارہ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے جواب ۳ آتا ہے تو ۳ وفق ہے ۱۸ کا۔

نسبت، عادِ اعظم اور وفق معلوم کرنے کا طریقہ:

اگر دوعدد مساوی ہوں ان میں تماثل ہے اور ان کا عادِ اعظم ان کے مساوی ہوگا اور ان دونوں کا وفق ہمیشہ ایک ہوگا مثلاً ۸ اور ۸ میں تماثل ہے ان کا عادِ اعظم بھی ۸ ہی ہے اور ان دونوں کا وفق ایک ہے۔ اگر دوعدد مساوی نہ ہوں کم وبیش ہوں تو ان کی نسبت، عادِ اعظم اور وفق معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ بنا کر بڑے کو اس پر تقسیم کریں اگر بڑا عدد

چھوٹے پر پورا پورا تقسیم ہوجائے تو ان میں تداخل ہے اور چھوٹا عدد عادِ اعظم ہوگا۔ اس چھوٹے پر بڑے کو تقسیم کرنے سے جو جواب آیا ہے وہ بڑے کا وفق ہے اور تداخل کی صورت میں چھوٹے کا وفق ہمیشہ ایک ہوتا ہے جیسے: ۷، ۸۴

۷) ۸۴ (۱۲
۷
۱۴
۱۴
×

لہٰذا ان میں تداخل ہے، ۷ ان دونوں کا عادِ اعظم ہے، ۷ کا وفق ایک اور ۸۴ کا وفق ۱۲ ہے۔

اگر بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو، بلکہ کچھ باقی بچ جائے جو چھوٹے عدد سے بھی کم ہو تو دیکھا جائے گا کہ باقی ایک ہے یا زیادہ؟ ایک باقی ہو تو ان میں تباین ہے۔ اگر ایک سے زیادہ باقی ہو تو اب چھوٹے عدد کو اس باقی پر تقسیم کریں، اسی طرح ہر باقی پر پہلے مقسوم علیہ کو تقسیم کرتے رہیں حتی کہ یا تو کہیں تقسیم پوری ہوجائے گی یا ایک باقی رہے گا اگر چلتے چلتے کہیں تقسیم پوری ہوجائے تو ان میں توافق ہے۔ اگر ایک باقی رہے تو تباین ہے۔ توافق کی صورت میں آخری مقسوم علیہ جس پر تقسیم پوری ہوئی ہے، ان دونوں عددوں کا عادِ اعظم ہے۔ ہر عدد کو اس عادِ اعظم پر تقسیم کریں۔ جواب اس عدد کا وفق ہوگا۔

توافق کی مثال: (۱۶،۶۰)

۱۶) ۶۰ (۳
۴۸
۱۲) ۱۶ (۱
۱۲
۴) ۱۲ (۳
۱۲
×

چلتے چلتے تقسم مکمل ہوگئی ہے، اس لیے ان میں توافق ہے، آخری مقسوم علیہ یعنی ۴ عادِ اعظم ہے۔

پھر ۱۶ کو عادِ اعظم ۴ پر تقسیم کریں تو جواب ۴ ہے، اس لیے ۱۶ کا وفق ۴ ہوگا اور ۶۰ کو ۴ پر تقسیم کرنے سے جواب ۱۵ ہے اس لیے ۶۰ کا وفق ۱۵ ہوگا۔

تباین کی مثال: (۱) (۷،۸)

۷) ۸ (۱
۷
۱

پہلی بار تقسیم سے ہی ایک بچ گیا معلوم ہوا کہ ان میں تباین ہے۔

(۲) (۵،۶۲)

۵) ۶۲ (۱۲

٢ (٦٠ / ٥ (٢ / ٤ / ١

پہلی بار تقسیم سے تو ایک نہیں بچا لیکن آخر کار ایک ہی بچا، اس لیے ان میں بھی تباین ہے۔

فائدہ: ١ یاد رہے کہ تباین کی صورت میں وفق نہیں نکلے گا۔ ٢ ایک عدد نہیں، اس لیے اس کی کسی اور عدد سے نسبت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مگر عمل تصحیح میں ایک اور کسی عدد میں حکم تباین ہی متصور ہوگا۔

مشق نمبر ١٢

(ا) طریقہ مذکورہ کے مطابق ہر دو عددوں میں نسبت، عادِ اعظم اور وفق معلوم کریں۔

مثال: (١٦، ٢٠) حل: ١٦) ٢٠ (١ / ١٦ / ٤) ١٦ (٤ / ١٦ / ×

نسبت۔ توافق

عادِ اعظم۔ ٤

٢٠ کا وفق۔ ٥

١٦ کا وفق۔ ٤

① ٥ ، ٢٥	② ٤ ، ٢٦	③ ٥ ، ٢٦	④ ١٣ ، ٧٥
⑤ ١٥ ، ٨٠	⑥ ١٥ ، ٧٥	⑦ ٨ ، ٨	⑧ ١٥ ، ١٥
⑨ ١٥ ، ١٠٥	⑩ ٣٠ ، ١٠٨	⑪ ٢٨ ، ٢٠٣	⑫ ١٠ ، ٥٢٠

تصحیح کے قواعد: تصحیح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہی طائفہ میں کسر کو ختم کرنے کے لیے تصحیح کی جائے، اس کو ہم ''تصحیح قسم اوّل'' کہیں گے۔ کئی طائفوں میں کسر ختم کرنے کی صورت ہو اس کو ''تصحیح قسم ثانی'' کہا جائے گا۔

قسم اوّل: ایک ہی طائفہ کے سہام اس کے رؤس پر منکسر ہوں تو عدد سہام اور عدد رؤس میں نسبت دیکھی جائے، اگر توافق ہو تو عدد رؤس کا وفق معلوم کر کے اس وفق کو مضروب ٹھہرایا جائے۔ تباین ہو تو کل عدد رؤس کو مضروب ٹھہرایا جائے۔ تداخل ہو تو دیکھا جائے کہ سہام اقل ہیں یا رؤس اقل ہیں؟ اگر رؤس اقل ہوں تو کسر ہی نہیں ہوگی، بلکہ یہ سہام ان رؤس پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے۔ اگر سہام اقل ہوں تو رؤس کے وفق کو مضروب ٹھہرایا جائے۔

اس قاعدے کے مطابق مضروب کی تعیین کر لینے کے بعد مخرج کو اس مضروب سے ضرب دے کر اس کو بڑھا لیا جائے، اگر مخرج میں عول ہو تو عول کو ضرب دی جائے اور ہر طائفہ کو مخرج سے ملنے والے سہام کو بھی مضروب سے ضرب دے کر ان کو بھی بڑھا لیا جائے۔

یہ عمل تصحیح ہے، اس کے بعد اب کسی طائفے میں کسر نہیں رہے گا۔

امثلہ (۱)

مسئلہ ۱۲/۱۵ × ۳ تصحیح ۴۵ — مضروب ۳

زوج	بنت ۶	اب	ام
ربع	ثلثان	سدس	سدس
۳	۸	۲	۲
۳ ×	۳ ×	۳ ×	۳ ×
۹	۲۴	۶	۶

یہاں ۶ بنات اور ان کے ۸ سہام میں توافق تھا، اس لیے ۶ کے وفق ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اب ۶ بنات کو ۲۴ سہام ملے جو ان پر پورے تقسیم کر سکتے ہیں

(۲) مسئلہ ۴×۴ تصح ۱۶ — مضروب ۴

زوج	بنت	اخوات ۴
ربع	نصف	ع
۱ × ۴ = ۴	۲ × ۴ = ۸	۱ × ۴ = ۴

یہاں ۴ اخوات اوران کے سہام میں تباین ہے، اس لیے کل عدد رؤس یعنی ۴ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا ہے۔

(۳) مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنات ۸	اب
ثمن	ثلثان	سدس
۳	۱۶	۵

یہاں ۸ بنات اور انکے ۱۶ سہام میں تداخل ہے اور عدد رؤس اقل ہیں۔ یہاں کسر ہی نہیں ہے، اس لیے کہ ۱۶ سہام ۸ افراد پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔

(۴) مسئلہ ~~۱۲~~ ۱۳ ×۲ تصح ۲۶ — مضروب ۲ — ۲

زوج	بنات الابن ۱۶	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳ × ۲ = ۶	۸ × ۲ = ۱۶	۲ × ۲ = ۴

یہاں ۱۶ بنات الابن اور ۸ سہام میں تداخل ہے اور سہام اقل ہیں، جو پورے پورے تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اس لیے ۱۶ کے وفق یعنی ۲ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۳

ہر مثال کی تخریج کر کے جہاں کسر ہو اس کی تصحیح کریں۔

① مسئلہ — زوج، اخت عینیہ ۱، اخوات علاتیہ ۳، ام

② مسئلہ — زوجہ، بنت، اخوات عینیہ ۵، جدہ

③ مسئلہ — زوجہ، بنات الابن ۶، اب

④ مسئلہ — زوج، اخوات عینیہ ۲، ام

⑤ مسئلہ — زوجات ۲، بنت، اب، ام

⑥ مسئلہ — زوج، اخوات علاتیہ ۸، جدہ

مسئلہ	مسئلہ
⑦ زوج — بنات الابن ۳ — جد — جدہ	⑧ زوجہ — بنت — اخوات علاتیہ ۱۵ — ام

فوائد

① جس طائفہ میں کسر ہو اس کی تصحیح کا طریقہ تو معلوم ہو چکا۔ تصحیح کے بعد اس طائفہ کے ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس طائفہ کو تصحیح کے بعد جو سہام ملے ہیں ان کو اس طائفہ کے جمیع رؤس پر تقسیم کرلیا جائے۔ جوابِ تقسیم ہر فرد کا حصہ ہوگا۔ ''فی کس'' کا لفظ لکھ کر اس کے اوپر لکھ دیں۔ جیسے

مسئلہ ~~۲۴~~ عول ۲۷ ×۵ تصحیح ۱۳۵ — مضروب (۵)

زوجہ	بنات ۵	اب	ام
۳	۱۶	۴	۴
۵×	۵×	۵×	۵×
۱۵	۸۰ ÷ = ۱۶ فی کس = ۱۶	۲۰	۲۰

بنات کے طائفہ کو تصحیح کے بعد ۸۰ سہام ملے ہیں، ان کو ۵ پر تقسیم کیا جائے تو جواب ۱۶ آتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک بنت کو ۱۶ کو سہام ملیں گے۔ جو ''فی کس'' کے سامنے لکھے گئے ہیں۔

② جو عورتیں اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہیں اور للذکر مثل حظ الانثیین کا اصول چلتا ہے، جیسے بنت ابن کی وجہ سے، اخت اخ کی وجہ سے، ایسے مواقع پر مذکر و مونث مل کر ایک طائفہ شمار ہوں گے اور مذکر کی تعداد کو دوگنا اور مونث کی اصل تعداد کو جمع کرکے عدد مبلغ کو عدد رؤس قرار دیا جائے گا۔

جیسے مسئلہ ۱۲ ×۶ تصحیح ۷۲ — مضروب (۶)

زوج	ابن ۲		بنات ۲	اب
ربع		ع		سدس
۳		۷		۲
۶×		۶×		۶×
۱۸	فی کس ۱۴	۴۲	فی کس ۷	۱۲

یہاں دو ابن کو ۴ سمجھ کر ۲ بنات میں جمع کرکے مبلغ یعنی ۶ کو عدد رؤس قرار دیا گیا اور سہام ۷ ہیں۔ ۶ اور ۷ میں تباین ہے اس لیے ۶ کو مضروب بنا کر تصحیح کی گئی تو بیٹوں اور

بیٹوں کے طائفہ کو ۴۲ سہام ملے۔ ان کو مقررہ عدد رؤس یعنی ۶ پر تقسیم کرنے سے حاصل تقسیم ۷ ہوا۔ ہر بیٹی کو ۷ سہام ہی دیئے گئے اور ہر بیٹے کو حاصل تقسیم کا دوگنا یعنی ۱۴ حصے دیئے گئے۔

تصحیح قسم ثانی: اگر کسر ایک سے زیادہ طائفوں میں ہو تو سہولت کے لیے عمل تصحیح کو تین مرحلوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

مرحلۂ اولیٰ:

سب سے پہلے ہر طائفے کے بارے میں تصحیح قسم اوّل کے قاعدے کے مطابق یہ دیکھا جائے کہ اگر صرف اسی طائفے میں کسر ہوتی تو مضروب کون سا عدد ہوتا۔ اس مضروب بننے والے عدد کو سہولت کے لیے اوپر دائرے میں لکھ کر محفوظ کرلیا جائے۔ اس عدد کو آئندہ عدد محفوظ کہا جائے گا۔

مرحلۂ ثانیہ:

پہلے دوسرے طائفہ کے محفوظ عددوں کے درمیان نسبت معلوم کی جائے۔ تماثل کی صورت میں ان میں سے ایک عدد کو تداخل کی صورت میں ان میں سے بڑے عدد کو، توافق کی صورت میں ان میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر مبلغ (حاصل ضرب) کو، تباین کی صورت میں ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر مبلغ کو لے لیا جائے۔ یہ عدد جواب حاصل ہوا ہے اس کو ''عدد ماخوذ'' کہیں گے۔ اس کے بعد اگلے طائفے میں کسر نہ ہو تو اسی عدد ماخوذ کو مضروب بنالیا جائے۔ اگر اگلے طائفے میں بھی کسر ہو تو اس عدد ماخوذ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ کے درمیان نسبت معلوم کر کے وہی عمل دہرایا جائے حتی کہ آخری عدد ماخوذ (مبلغ) کو مضروب بنالیا جائے۔

مرحلۂ ثالثہ:

تصحیح قسم اوّل کی طرح مضروب سے مخرج یا عول اور تمام سہام کو ضرب دی جائے پھر حسب سابق ایک، ایک فرد کا حصہ معلوم کرنے کے لیے ہر طائفے کے سہام کو اس کے عدد رؤس پر تقسیم کرلیا جائے۔

مثال: مسئلہ ۲۴×۷۲ تصحیح ۱۷۲۸ — مضروب (۷۲)

زوجات ۲ (۲)	بنات ۹ (۹)	جدات ۳ (۳)	اعمام ۸ (۸)
ثمن	ثلثان	سدس	ع
۳	۱۶	۴	۱
×۷۲	×۷۲	×۷۲	×۷۲
۲۱۶ ÷ ۲ = ۱۰۸	۱۱۵۲ ÷ ۹ = ۱۲۸	۲۸۸ ÷ ۹۶	۷۲ ÷ ۸ = ۹
فی کس ۱۰۸	فی کس ۱۲۸	فی کس ۹۶	فی کس ۹

مرحلۂ اولیٰ: ہر طائفے میں دیکھا گیا ہے کہ اگر کسر صرف اسی میں ہوتی تو مضروب کونسا عدد ہوتا۔ ہر طائفے کے اوپر دائرے میں وہ عدد لکھا گیا ہے۔

مرحلۂ ثانیہ: پہلے طائفے کا عدد محفوظ ۲ اور دوسرے کا عدد محفوظ ۹ ہے دونوں میں تباین ہونے کی بنا پر ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر مبلغ ۱۸ ہوا۔ یہ عدد ماخوذ ہے۔ ۱۸ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ ۳ میں تداخل ہے، اس لیے بڑے عدد ۱۸ کو لیا گیا۔ پھر ۱۸ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ ۸ میں توافق ہے، عاد اعظم ۲ ہے۔ کسی ایک کے کل کو دوسرے کے وفق میں یعنی (۴×۱۸ یا ۹×۸) ضرب دینے سے مبلغ ۷۲ ہوا۔ لہٰذا مضروب ۷۲ ہوگا۔

مرحلۂ ثالثہ: تصحیح قسم اوّل کی طرح ۷۲ سے مخرج اور سہام کو ضرب دی، پھر ہر طائفے کے ایک، ایک فرد کا حصہ معلوم کرنے کے لیے سہام کو روٗس پر تقسیم کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۴

تصحیح کرکے ہر فرد کا حصہ معلوم کریں۔

① مسئلہ — زوجات ۴ بنت اب ام

② مسئلہ — زوج اخ عینی ۱ اخت علاتیہ ۲ ام

③ مسئلہ — زوجہ اخ خیفی ۲ اخت خیفیہ ۱ عم

④ مسئلہ — زوج اخ علاتی ۲ اخ علاتیہ ۱ ام

⑤ مسئلہ — زوج بنت الابن ۲ ابن الابن ۲

⑥ مسئلہ — زوجہ بنات ۵ اب ام

⑦ مسئلہ — زوج بنات الابن ۳ جدات ۳ اعمام ۶

⑧ مسئلہ — زوج اخوات علاتیہ ۶ اخوات خیفیہ ۴ اعمام ۸

⑨ مسئلہ — زوجات ۴ اخ عینی ۲ اخت عینیہ ۲ جدات ۳

⑩ مسئلہ — زوجات ۳ بنات الابن ۲ ابن الابن جدات ۲

⑪ مسئلہ — زوج بنت ابن ۲ جدات ۵

⑫ مسئلہ — زوج اخ عینی ۳ اخت عینیہ ۱ جدات ۳

باب نمبر ۵

''رد'' کا بیان

پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ترکے میں سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جاتے ہیں۔ جو بچ جائے وہ عصبات کو دیا جاتا ہے، اگر کوئی عصبہ موجود نہ ہوتو بچا ہوا ترکہ بھی دوبارہ ذوی الفروض پر ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کیا جاتا ہے یعنی جس کا جتنا حصہ ترکے میں سے تھا، بچے ہوئے مال میں سے بھی اتنا ہی دیا جائے گا مثلاً جس کو پہلے سدس ملا ہے اب دوبارہ بچے ہوئے میں سے بھی سدس ہی ملنا چاہیے مخرج میں سے بچے ہوئے سہام کو دوبارہ ذوی الفروض پر تقسیم کرنے کو ''رد'' کہا جاتا ہے۔

''رد'' عول کی ضد ہے۔ مخرج ذوی الفروض کے سہام سے تنگ ہو جائے تو عول ہے۔ مخرج سے ذوی الفروض سے سہام نکال کر کچھ سہام بچ جائیں تو رد ہے۔ عصبات کے ہوتے ہوئے رد کی ضرورت نہیں پڑتی، اس لیے کہ بچے ہوئے سہام اس کو دے دیئے جائیں گے۔ جہاں عول ہو وہاں عصبہ کو کچھ نہیں ملتا، کیونکہ عصبہ کو فرائض کی تکمیل کے بعد حصہ ملتا ہے اور یہاں تو مخرج خود فرائض کی تکمیل سے قاصر رہا اور اس میں اضافے کی ضرورت پڑی۔

بارہ ذوی الفروض میں سے دو ایسے ہیں جن کو پہلی بار ان کا حصہ ملے گا بعد میں بچے ہوئے سہام میں سے دوبارہ نہیں دیا جاتا (یعنی ان پر رد نہیں ہوتا) اور وہ زوج اور زوجہ ہیں[1] ان کو ''من لا یرد علیہ'' کہتے ہیں۔ باقی دس ذوی الفروض پر رد کیا جاتا ہے ان کو '' من یردّ علیہ'' کہتے ہیں۔

---

[1] فی الدر المختار: وفی الاشباہ انہ یرد علیہما فی زماننا لفساد بیت المال" وبسطہ الشامی رحمہ اللہ و قال فی اخرہ فمن امکنہ الافتاء بذلک فی زماننا فلیفت بہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (شامی ۴۸۸/ ج ۶ باب العول)

ردکا قاعدہ یہ ہے کہ یہاں بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں (۱) ورثہ من لا یرد علیہ نہ ہوں، صرف من یرد علیہ ہی ہوں۔ (۲) ورثہ میں من لا یرد علیہ اور من یرد علیہ دونوں ہوں۔

اگر من لا یرد علیہ نہ ہوں تو یہ دیکھا جائے کہ من یرد علیہ ایک جنس کے ہیں یا مختلف اجناس سے۔ اگر ایک جنس کے ہوں تو ان کے رؤس کو مخرج بنا دیا جائے یعنی جتنے افراد ہوں اسی تعداد کو مخرج بنالیا جائے۔ اگر مختلف جنس کے ہوں تو حسبِ قاعدہ مخرج بنا کر ہر ایک کو حصہ دیا جائے۔ پھر تمام سہام کے مجموعے کو پہلے مخرج کی بجائے مخرج بنایا جائے۔

مثلاً (۱) مسئلہ ۴

بنت	بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱	۱

یہاں چار بنات ہیں جن کا فرض ثلثان ہے۔ ۳ کو مخرج بنا کر ثلثان یعنی ۲ سہام ان کو دیئے تو ایک سہم بچ گیا لہٰذا رد کی ضرورت پیش آگئی اور یہاں من لا یرد علیہ نہیں اور من یرد علیہ ایک ہی جنس سے ہیں اور وہ چار ہیں لہٰذا ۴ کو ہی مخرج بنا دیا گیا۔

(۲) مسئلہ ~~۶~~ ۴

بنت	ام
نصف	سدس
۳	۱ ۴

یہاں من لا یرد علیہ نہیں اور من یرد علیہ مختلف جنس کے ہیں حسبِ قاعدہ ۶ کو مخرج بنا کر ۳ بنت کو اور ایک حصہ ام کو دیا گیا۔ ان کا مجموعہ ۴ ہے اس کو مخرج بنایا گیا اور اس کو ردکا "رد" نشان بنا کر اس پر لکھ دیا گیا۔

اگر ورثہ میں من لا یرد علیہ اور من یرد علیہ دونوں ہوں اور رد کی ضرورت پیش آجائے تو سہولت کے لیے عمل کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

[۱] من لا یرد علیہ (یعنی زوج اور زوجہ) کا حصہ اقل مخرج سے نکال کر جو سہام بچ

جائیں ان کو لفظ باقی کے آگے لکھ دیا جائے۔

(۱) مسئلہ ۴ باقی ۳

بنت	بنت	بنت	زوج
	ثلثان		ربع

(۲) مسئلہ ۸ باقی ۷

ام	بنات	زوجہ
سدس	ثلثان	ثمن
		۱

پہلی مثال میں ربع کا مخرج ۴ بنا کر ۱ سہم زوج کو دے کر باقی ۳ سہام بچے اور دوسری مثال میں ثمن کا مخرج ۸ کو بنا کر ایک حصہ زوجہ کو دے کر باقی ۷ سہام بچ گئے۔

[۳] اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ اگر صرف من یرد علیہ ہی ہوتے، مَن لا یرد علیہ نہ ہوتے تو مخرج کیا ہوتا۔ وہ مخرج دوسرے کنارے پر لکھ لیا جائے اور ہر وارث کا اس مخرج میں سے حصہ اس وارث کے نیچے لکھ دیا جائے۔

جیسے: مذکور پہلی مثال میں

مسئلہ ۴ باقی ۳ — ۳

بنت	بنت	بنت	زوج
۱	۱	۱	ربع
			۱

دوسری مثال میں:

مسئلہ ۸ باقی ۷ — ۵

ام	بنات	زوجہ
سدس	ثلثان	ثمن
۱	۴	۱

پہلی مثال میں من یرد علیہ ایک جنس کے ہونے کی وجہ سے ان کے رؤس کے مطابق ۳ مخرج بنایا گیا۔ دوسری مثال میں مختلف جنس کے ہونے کی وجہ سے ان کا مخرج ٦ بنا کر ۴ بنات کو اور ایک ام کو دے کر مجموعۂ سہام ۵ کو مخرج بنایا گیا۔ یہ کنارے پر لکھا ہوا ۳ یا ۵ کا عدد من یرد علیہ کا مخرج ہے۔

۳ اس کے بعد باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں نسبت دیکھی جائے۔ یہاں تین طرح کی نسبتیں ہی ہوسکتی ہیں۔ تماثل، تباین یا تداخل۔ یہاں توافق کی نسبت ممکن نہیں۔

تماثل:

اگر باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں تماثل ہو تو وہی من لایرد علیہ کا مخرج ہی تمام سہام نکالنے کے لیے کافی ہوگا۔ مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جیسے پہلی مثال میں ۴ ہی سے زوج کا حصہ نکال کر باقی ۳ سے بنات کے حصے پورے ہورہے ہیں۔

تباین:

دونوں میں تباین کی صورت میں من یرد علیہ کے مخرج سے من لایرد علیہ کے مخرج اور اس کے حصے کو ضرب دی جائے۔ اب من لایرد علیہ کے مخرج کو ضرب دینے سے جو حاصل ہوا وہ تمام ورثہ کے لیے مخرج قرار پائے گا۔ پھر باقی سے من یرد علیہ کے سہام کو ضرب دی جائے۔

جیسے دوسری مثال میں:

مسئلہ (۸ باقی ۷) ۸×۵ = ۴۰   ۵

زوجہ	بنات	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱	۴	۱
۵×	۷×	۷×
۵	۲۸	۷

۵ کو ۸ سے ضرب دے کر مخرج ۴۰ ہوا۔ ۵ کو اسے ضرب دے کر زوجہ کا سہم ۵ ہوا ۴ کو ۷ سے ضرب دے کر بنات کا سہم ۲۸ ہوا۔ ۱ کو ۷ سے ضرب دے کر ام کا سہم ۷ ہوا۔

تداخل: دونوں میں تداخل کی صورت میں دونوں کا وفق لے کر اسی طرح ضرب دی جائے۔

جیسے: مسئلہ (۴ باقی ۳/۱) ۴×۲ تص ۸ — ۶/۲

زوج	بنات
ربع	۶
۱	
۴/۲ ×	۶/۱ ×
۲	

۴ اور ۶ میں تداخل ۲ ہے۔ ۶ کے وفق ۲ سے ۴ کو ضرب دی تو مخرج ۸ ہوا۔ زوج کے سہم ۱ سے ضرب دے کر اس کا سہم ۲ ہوا۔ باقی کے وفق ۱ سے ۶ کو ضرب دی تو بنات کا سہم ۶ ہی رہا۔

توافق: باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں توافق اس لیے ممکن نہیں کہ زوج اور زوجہ کا حصہ یا نصف ہوگا یا ربع یا ثمن۔ نصف کی صورت میں مخرج ۲ ہو کر باقی ۱ ہوگا۔ ربع کی صورت میں مخرج ۴ ہو کر باقی ۳ ہوگا۔ ثمن کی صورت میں مخرج ۸ ہو کر باقی ۷ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ باقی ۱، ۳ اور ۷ کا عدد ہی ہوگا اور یہ تینوں عدد کسی دوسرے عدد کے ساتھ متوافق نہیں ہوتے۔

ملاحظہ: رد کا عمل ہو جانے کے بعد اگر کسی طائفہ کے رؤس اور سہام میں کسر ہو تو حسبِ سابق تصحیح کا عمل آخر میں حاصل ہونے والے مخرج اور سہام پر جاری کیا جائے۔ جیسے:

مسئلہ (۸ باقی ۷) ۸×۵ تص ۴۰×۳ تص ۱۲۰ — مضروب (۳) ۵

زوجہ	بنات ۳	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱	۴	۱
۵ ×	۷ ×	۷ ×
۵	۲۸	۷
۱۵/۳	۸۴/۳	۲۱/۳

رد کا عمل ہو جانے کے بعد ۲۸ سہام ۳ بنات پر منکسر ہیں۔ لہٰذا حسبِ قاعدہ تصحیح کی جائے گی ۲۸ اور ۳ میں تباین ہے، اس لیے ۳ کو مضروب ٹھہرا کر عمل تصحیح کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۵

تخریج کرکے ہر وارث کا حصہ معلوم کریں۔ جہاں رد کی ضرورت ہو رد کا عمل کریں۔
پھر جہاں تصحیح کی ضرورت ہو تصحیح کریں۔

مسـ
(۱) زوج　بنات　اخ عینی

مسـ
(۲) زوج　اخوات عینیہ ۴

مسـ
(۳) بنت　بنت　بنت

مسـ
(۴) بنت　بنت　ابن

مسـ
(۵) زوجہ　اخت علاتیہ ۳　ام

مسـ
(۶) اخ خیفی　اخت خیفیہ

مسـ
(۷) جدہ　جدہ

مسـ
(۸) زوجہ　اخ خیفی ۵　ام

مسـ
(۹) زوج　بنت　ام　جد

مسـ
(۱۰) زوجہ　اخوات علاتیہ ۶　ام

باب نمبر ٦

''ذوی الارحام'' کا بیان

ایسے رشتے دار جو ذوی الفروض اور عصبات میں سے نہ ہوں وہ ''ذوی الارحام'' کہلاتے ہیں جیسے نواسہ، نانا، بھانجا وغیرہ

ذوی الارحام کی بھی عصبات کی طرح چار اصناف ہیں۔

صنفِ اوّل: میت کے وہ فروع جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے نواسہ، نواسی، پوتی کی بیٹی وغیرہ۔

صنفِ ثانی: میت کے وہ اصول جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے اب الام (نانا) اب ام الاب (دادی کا باپ) وغیرہ

صنفِ ثالث: میت کے اصل قریب (ماں، باپ) کے وہ فروع جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے بنت الاخ (بھتیجی)، ابن الاخت (بھانجا) بنت الاخت (بھانجی) وغیرہ

صنفِ رابع: میت کے اصل بعید کی وہ اولاد جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں، جیسے پھوپھی، خالہ، ماموں، اخیافی چچا وغیرہ۔

ان چاروں اصناف میں سے ہر صنف کی توریث کی تفصیلات میں کچھ فرق ہے۔ یہاں پہلے دو قواعد لکھے جاتے ہیں، پھر ہر ہر صنف کی تفصیلات الگ الگ لکھی جائیں گی۔

قاعدہ: ① پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ترکہ سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جاتے ہیں۔ پھر عصبات کو وارث بنایا جاتا ہے، اگر عصبہ نہ ہو تو من یرد علیہم زوجین کے علاوہ ذوی الفروض پر رد کیا جاتا ہے۔ اگر من یرد علیہم بھی نہ ہوں۔

پھر ذوی الارحام کو وارث بنایا جاتا ہے، لہٰذا عصبات کے ہوتے ہوئے یا زوجین کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض (من یرد علیھم) کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث نہیں ہوں گے، البتہ زوجین کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام وارث ہو سکتے ہیں۔

مثالیں: ① مسئلہ ۱۲

زوج	ابن	اب	بنت البنت
ربع	ع	سدس	م
۳	۷	۲	

یہاں عصبہ کی وجہ سے بنت البنت محروم رہی۔

② مسئلہ ~~۳~~ ۴

اخوات خیفیہ ۴	عمہ
ثلث	م
۱	
۴	

یہاں باقی ترکہ اخوات خیفیہ پر رد ہوا اس لیے عمہ محروم رہی

③ مسئلہ ۴

زوجہ	عمہ
ربع	۳
۱	

یہاں عصبہ بھی نہیں اور رد بھی نہیں، اس لیے باقی تین سہام پھوپھی کو مل گئے۔

قاعدہ: (۲) عصبات اور ذوی الفروض میں سے ’’من یردعلیھم‘‘ کے نہ ہونے کی صورت میں ذوی الارحام کو وارث بنانے کی ترتیب وہی ہوگی جو اوپر لکھی گئی ہے۔

یعنی ہر صنف بعد والی اصناف کے لیے حاجب ہے۔ مفتی بہ قول یہی ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے صنف ثانی پھر اوّل پھر ثالث پھر رابع وارث بنے گی۔

صنفِ اوّل کی توریث کا طریقہ: صنف اوّل کی تفصیلات سمجھنے سے پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ ذورحم جن واسطوں سے میت کی طرف منسوب ہو ان واسطوں کو ’’اصول‘‘ اور خود اس ذورحم کو ’’فرع‘‘ کہا جائے گا۔ جیسے:

بنت	بنت	ابن	الابن
کریمہ	فاطمہ	کریم	سلیم

یہاں کریمہ "فرع" اور فاطمہ، کریم، سلیم "اصول" ہیں اوران تین واسطوں میں سے ہر واسطے کو "بطن" کہا جائے گا۔اس مثال میں اصول کے تین بطون ہیں:

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صنفِ اوّل کے ہوتے ہوئے ذوی الارحام کی باقی تینوں اصناف محروم رہیں گی۔صنف اوّل کی توریث کے قواعد یہ ہیں:

قاعدہ(۱): اگر صنف اوّل کا ایک ہی رشتے دار ہوتو وہ وارث ہوگا۔

قاعدہ(۲): اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح درجۂ قرابت میں فرق سے ہوگی، یعنی اقرب وارث اور ابعد محروم رہے گا۔جیسے

مسئلہ ۴

زوجہ	بنت البنت	بنت بنت الابن
ربع	۳	م
۱		

قاعدہ(۳): اگر درجۂ قرابت میں مساوی ہوں تو اب ذوی الفروض کی اولاد کو ذوی الارحام کی اولاد پر ترجیح دی جائے گی۔جس کی اصل ذوی الفروض میں سے ہے وہ وارث ہوگا، اس کے مقابلے میں جس کی اصل ذوی الارحام میں سے ہے وہ محروم رہے گا جیسے

مسئلہ ۲

زوج	ابن بنت الابن	ابن بنت البنت
نصف	۱	م
۱		

دونوں درجۂ قرابت میں مساوی ہیں، اس لیے کہ دونوں جگہ واسطے دو ہیں ان میں سے پہلا پوتی کا بیٹا ہے اور پوتی ذوی الفروض میں سے ہے اور دوسرا نواسی کا بیٹا ہے اور نواسی ذوی الارحام میں سے ہے،اس لیے پہلے کے مقابلے میں دوسرا محروم ہے۔

یہاں یاد رہے کہ ذوی الفروض کی اولاد کو ذوی الارحام کی اولاد پر ترجیح اس وقت ہوگی جب کہ درجہ قرابت میں مساوی ہوں، درجے میں فرق کی صورت میں اقرب ہی وارث ہوگا خواہ ذوی الارحام کی اولاد سے ہو اور اس کے ساتھ ابعد محروم ہوگا خواہ وہ ذوی الفروض کی

اولاد سے ہو جیسے:

مسئلہ ۴

بنت بنت ابن الابن	بنت بنت البنت	زوجہ
		ربع
۲	۳	۱

پہلی اقرب ہے، مگر نواسی کی بیٹی، دوسری ابعد ہے، مگر ذوی الفروض کی بیٹی قرب درجہ کی وجہ سے پہلی کو ترجیح دی گئی ہے۔

قاعدہ (۴): اگر درجۂ قرابت میں بھی برابر ہوں اور سب ذوی الفروض کی اولاد ہوں یا سب ذوی الارحام کی اولاد ہوں تو اب دیکھا جائے گا کہ ان کے اصول کے بطون میں سے کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے یا نہیں؟ اصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہ ہونے کی صورت یہ ہے۔

مسئلہ

بطنِ اوّل	بنت	بنت	بنت
بطنِ ثانی	ابن	ابن	ابن
	بنت	بنت	بنت

یہاں اصول کے دو بطن ہیں۔ پہلے بطن میں ہر جگہ مؤنث ہے، دوسرے بطن میں ہر جگہ مذکر ہے، کسی بطن میں بھی ایسے نہیں کہ کہیں مذکر ہو اور کہیں مونث۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ تینوں وارثوں کے اصول کے کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہیں۔

اصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ

بطنِ اوّل	بنت	ابن	بنت
بطنِ ثانی	ابن	بنت	ابن
	بنت	بنت	ابن

یہاں بھی اصول کے دو بطن ہیں۔ پہلے اور تیسری فریق کے بطن اوّل میں مؤنث اور دوسرے کے بطن اوّل میں مذکر ہے۔ یہ بطن اوّل میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے۔ ایسے ہی پہلے اور تیسرے فریق کے بطن ثانی میں مذکر اور دوسرے کے بطن ثانی میں مؤنث ہے۔ یہ بطن ثانی میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے۔

اصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہونے یا نہ ہونے کا مطلب سمجھنے کے بعد اب قاعدہ سمجھا جائے۔ جب درجۂ قرابت میں برابر ہوں اور ذوی الفروض کی اولاد ہونے یا نہ ہونے میں بھی برابر ہوں اور ان کے اصول کے کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف بھی نہ ہو تو اس صورت میں سب وارث ہوں گے۔ اگر سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو برابر کے وارث ہوں گے، اگر کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہوں تو ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کے مطابق تقسیم کریں گے۔

امثلہ: (۱) مسئلہ ۳

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱

تینوں عورتیں ہیں، اس لیے برابر تقسیم ہوا۔

(۲) مسئلہ ۳

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
ابن	ابن	ابن
۱	۱	۱

تینوں مرد ہیں، اس لیے برابر تقسیم ہوا۔

(۳) مسئلہ ۴

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

یہاں مرد کو دو سہم اور عورتوں کو ایک، ایک سہم دیا گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۷

تخریج کریں بالخصوص ذوی الارحام کے حصے معلوم کریں۔

مسئلہ
① زوج ام بنت البنت

مسئلہ
② زوجہ بنت بنت الابن بنت البنت

مسئلہ
③ زوج بنت بنت الابن

مسئلہ
④ بنت الابن بنت البنت

مسئلہ
⑤ بنت بنت الابن بنت البنت

مسئلہ
⑥ بنت ابن ابن البنت بنت ابن الابن

مسئلہ
⑦ بنت بنت البنت ابن بنت البنت

مسئلہ
⑧ بنت بنت الابن بنت بنت الابن ابن بنت الابن

قاعدہ (۵): صنف اوّل کے کئی رشتے دار درجۂ قرابت میں برابر ہوں، سب ذوی الفروض کی اولاد یا سب ذوی الارحام کی اولاد ہوں اور ان کے اصول میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہو تو اب بھی تمام وارث ہوں گے۔ جیسے اصول میں اختلاف نہ ہونے کی صورت میں تمام وارث تھے۔ مگر تمام کو سہام کیسے دیئے جائیں گے۔ اس میں امام ابو یوسفؒ امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔

امام ابو یوسفؒ کے ہاں یہاں بھی سہام کی تقسیم کا طریقہ وہی ہوگا جو اصول میں اختلاف نہ ہونے کی صورت میں تھا۔ یعنی اگر تمام فروع مرد یا تمام عورتیں ہوں تو برابر سہام دیئے جائیں گے۔ فروع میں ذکورت وانوثت کا فرق ہو تو للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگی۔ حاصل یہ کہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں اصول میں ذکورت وانوثت کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ فروع میں ذکورت وانوثت کا لحاظ فرماتے ہیں۔

امام محمدؒ کے ہاں فروع میں ذکورت وانوثت کا اعتبار نہیں، بلکہ اصول میں ذکورت وانوثت کا اعتبار ہے۔ اصول میں جو مذکر ہو اس کے دو اور جو مونث ہو اس کو ایک حصہ دے کر ہر ایک کا حصہ اس کی فرع کو دے دیا جائے گا۔ مفتیٰ بہ امام محمدؒ کا قول ہے۔

مثال:

مسئلہ

بطن اوّل	بنت	بنت
بطن ثانی	بنت (صالحہ)	ابن (سلیم)
	ابن	بنت
	(خالد)	(خالدہ)

خالد اور خالدہ درجے میں مساوی ہیں اور دونوں ذوی الارحام کی اولاد ہیں۔

بطن اوّل میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہیں، بطن ثانی میں ہے۔ اب امام یوسفؒ

کے ہاں اصول کا اعتبار کئے بغیر میراث فروع پر تقسیم ہوگی۔لہٰذا تین سہام کر کے ۲ خالد اور ایک خالدہ کو ملے گا اور امام محمدؒ کے نزدیک فروع کی ذکورت وانوثت کا اعتبار نہیں، بلکہ جس بطن میں اختلاف ہے وہاں تقسیم کر کے ہر ایک کا حصہ اس کی اولاد کو ملے گا۔لہٰذا بطن ثانی میں ۳ سہام کر کے ایک صالحہ کو اور ۲ سلیم کو دیئے گئے، پھر صالحہ کا ایک حصہ اس کے بیٹے خالد کو اور سلیم کے دو حصے اس کی بیٹی خالدہ کو ملے۔

یہاں دونوں مذہبوں میں فرق ظاہر ہوگیا کہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں خالد کو اپنی ذکورت کی بنا پر دو سہم اور خالدہ کو اپنی انوثت کی بنا پر ایک سہم ملا اور امام محمدؒ کے ہاں خالد کو اپنی اصل کی انوثت کی وجہ سے ایک حصہ اور خالدہ کو اپنی اصل کی ذکورت کی وجہ سے ۲ حصے ملے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں مذہبوں میں فرق ظاہر نہیں ہوتا۔جیسے

میت

بنت	بنت
ابن	بنت
ابن (اکرم)	بنت (حلیمہ)

امام ابو یوسفؒ کے ہاں فروع کی ذکورت وانوثت کے اعتبار سے اکرم کو ۲ حصے اور حلیمہ کو ایک حصہ ملے گا۔امام محمدؒ کے ہاں اصل کی ذکورت وانوثت کے اعتبار سے سہام اسی طرح ملیں گے۔

امام محمدؒ کے مذہب کی توضیح: امام محمدؒ کے ہاں اصول کی ذکورت وانوثت کا اعتبار ہے۔اس سلسلے میں تین وضاحتیں ضروری ہیں۔

۱: بسا اوقات اصول کی کئی بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہوتا ہے ایسے موقعے پر تقسیم کا طریقہ یوں ہوگا۔ سب سے پہلے جس بطن میں اختلاف ہے اس میں مردوں کا الگ طائفہ اور عورتوں کا الگ طائفہ بنا کر فرق کے لیے ہر طائفے کے نیچے خط کھینچ دیا جائے۔

اب عورتوں کی واقعی تعداد اور مردوں کی دوگنی تعداد (للذکر مثل حظ الانثیین

کے مطابق) لے کر مجموعہ کو مخرج بنالیا جائے۔ مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک طائفے کے سہام اس کے کشیدہ خط کے کنارے پر لکھ دیئے جائیں۔ پھر ہر طائفہ کے نیچے اگلے بطن کو دیکھا جائے۔ ان میں اختلاف ہے یا نہیں؟ جہاں اگلے بطن میں اختلاف نہ ہو تو یہی سہام بعینہٖ اگلے بطن کی طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔ جہاں اگلے بطن میں اختلاف ہو تو اس میں پھر مذکر و مونث کے الگ الگ طائفے بنائے جائیں۔ اس طرح ہر بطن کے سہام اگلے بطن کی طرف منتقل کرتے ہوئے آخری بطن تک سہام پہنچائے جائیں۔

اس کی وضاحت کے لیے ایک مفصل مثال پیش کی جاتی ہے۔ اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کی وفات کے وقت ذوی الارحام کی صنفِ اوّل کے بارہ وارث موجود تھے۔ نو لڑکیاں اور تین لڑکے۔ اور یہ تمام وارث درجہ قرابت میں برابر ہیں۔ یعنی ہر ایک چھٹی پشت کا سوارث ہے اور سب ذوی الفروض کی اولاد ہیں۔ (فاطمہ سے حلیمہ تک نو وارث بنات کی اولاد ہیں اور کریمہ سے زینب تک تین وارث ابنا کی اولاد ہیں۔ یہاں اصول کے پانچ بطون ہیں، ان میں سے بطن اوّل، ثالث، رابع اور خامس میں ذکورت اور انوثت کا اختلاف ہے، مگر بطن ثانی میں اختلاف نہیں کہ وہاں سب اناث ہیں۔

اب امام ابو یوسفؒ کے مذہب پر تقسیم اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۵

اصول کے بطون:

بطن اوّل: بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت ابن ابن ابن

ثانی: بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت

ثالث: بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت ابن ابن بنت بنت ابن

رابع: بنت بنت بنت ابن ابن ابن بنت بنت ابن بنت بنت ابن

خامس: بنت بنت ابن بنت بنت ابن بنت بنت بنت ابن بنت

موجودہ ورثہ:

بنت ابن بنت ابن بنت بنت ابن بنت بنت بنت بنت بنت

فاطمہ خالد خالدہ بکر عائشہ سلیمہ کلیم لطیفہ حلیمہ کریمہ کلیمہ زینب

(۱) (۲) (۱) (۲) (۱) (۱) (۲) (۱) (۱) (۱) (۱) (۱)

امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق اصول کی ذکورت و انوثت کا اعتبار نہیں، فروع کی ذکورت و انوثت کا اعتبار ہے۔ للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کے مطابق

نو ۹ اناث کا ایک ایک حصہ اور تین ذکور کے دو دو حصے ہوئے اس طرح کل سہام پندرہ ہو گئے۔

امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق تقسیم اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۵×۴ تصح ۶۰ مضروب ۴

(۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲)

بطن اوّل: بنت بنت بنت بنت بنت بنت ۹ ابن ابن ابن ۶

ثانی: بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت بنت $\frac{۹\times۴}{۳۶}$ بنت بنت بنت $\frac{۶\times۴}{۲۴}$

ثالث: بنت بنت بنت بنت بنت ۱۸ ابن ابن ابن ۱۸ بنت بنت ۱۲ ابن ۱۲

رابع: بنت بنت بنت ۶ ابن ابن ابن ۱۲ بنت بنت ۹ ابن ۹ بنت بنت ۱۲ بنت ۱۲

خامس: بنت بنت ۳ ابن ۳ بنت بنت ۶ ابن ۶ بنت بنت بنت ۹ بنت ۹ بنت ۴ ابن ۸ بنت ۱۲

بنت ابن بنت ابن بنت بنت ابن بنت بنت بنت بنت بنت

فاطمہ خالد خالدہ بکر عائشہ سلیمہ کلیم لطیفہ حلیمہ کریمہ کلیمہ زینب

۱ ۲ ۳ ۴ ۲ ۶ ۶ ۳ ۹ ۴ ۸ ۱۲

اس نقشے کو سامنے رکھ کر درج ذیل تفصیل بغور پڑھیں

امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق سب سے پہلے جس بطن میں اختلاف ہو وہاں ذکور واناث کا الگ الگ طائفہ بنا کر اسی میں سہام کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اس مثال میں بطن اوّل میں اختلاف ہے۔ لہٰذا اس کے دو طائفے کر لیے گئے۔ نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک اناث کا طائفہ ہے اور نمبر ۱۰ سے نمبر ۱۲ تک ذکور کا طائفہ ہے۔

ہر طائفے کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے۔ اب ان میں تقسیم اس طرح ہوئی کہ ۹ نو اناث کو نو ۹ سہام اور تین ۳ ذکور چھ ۶ سہام کی ضرورت ہے۔ لہٰذا پندرہ کو مخرج بنا کر طائفہ اناث کے نو ۹ سہام اس طائفے کے کنارے پر اور طائفہ ذکور کے چھ ۶ سہام اس کے کنارے پر لکھ دیے گئے ہیں۔

اب بطن اوّل کے سہام بطن ثانی کی طرف منتقل کرنے ہیں بطن ثانی میں نہ طائفہ

اناث کے نیچے اختلاف ہے اور نہ طائفہ ذکور کے نیچے، لہٰذا ہر طائفہ کے سہام ایسے ہی نیچے منتقل کردیئے گئے۔اب بطن ثانی کے سہام بطن ثالث کی طرف منتقل کرنے ہیں۔بطنِ ثالث میں طائفہ اناث اور طائفہ ذکور دونوں کے نیچے اختلاف ہے۔طائفہ اناث کے نیچے نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک اناث ہیں اور نمبر ۷ سے نمبر ۹ تک ذکور ہیں (ان دونوں طائفوں کے نیچے بھی خط کھینچ دیا گیا ہے) اب بطنِ ثانی کے نو ۹ سہام میں سے چھ سہام کی چھ بنات مستحق ہیں اور چھ سہام کے تین لڑکے مستحق ہیں کل ۱۲ ہوئے، ۱۲ اور ۹ میں توافق ہے اور عاد اعظم تین ۳ ہے۔ ۱۲ کا وفق چار ہے۔اس کو مضروب بنا کر اصل مخرج ۱۵ کو ضرب دی تو مخرج ۶۰ ہو گیا۔طائفہ اناث کے نو سہام کو ضرب دینے سے اس سے سہام ۳۶ ہوئے اور طائفہ ذکور کے ۶ سہام کو ضرب دینے سے ان کے سہام ۲۴ ہوئے۔اب طائفہ اناث کے ۳۶ سہام میں سے (للذکر مثل حظ الانثیین) کے قاعدے کے مطابق ۱۸ سہام چھ بنات کو اور ۱۸ سہام تین لڑکوں کو دے دیئے گئے اور طائفہ ذکور کے ۲۴ سہام میں سے بارہ (۱۲) دو لڑکیوں کو اور بارہ (۱۲) ایک لڑکے کو دیئے گئے۔اس طرح بطن ثانی کے سہام بطن ثالث کی طرف منتقل کرکے ہر طائفے کے سہام اس کے کنارے پر لکھ دیئے گئے ہیں۔

اب بطن ثالث کے سہام بطن رابع کی طرف منتقل کرنے ہیں۔بطن ثالث میں نمبر ۱ سے نمبر ۶ تک جو اناث کا طائفہ تھا اس کے نیچے اختلاف ہے نمبر ۱ سے نمبر ۳ تک اناث اور نمبر ۳ سے نمبر ۶ تک ذکور ہیں ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق ۱۸ سہام میں سے ۶ سہام تین بنات کو اور ۱۲ سہام تین لڑکوں کو دیئے گئے۔بطن ثالث میں نمبر ۷ سے نمبر ۹ تک جو لڑکوں کا طائفہ تھا اس کے نیچے بھی اختلاف ہے۔نمبر ۷، ۸ کے نیچے بنات ہیں اور نمبر ۹ کے نیچے لڑکا ہے۔یہاں بھی ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے ضابطے کے مطابق ۱۸ سہام میں سے ۹ سہام دو ۲ بنات کو اور ۹ سہام تک ایک لڑکے کو دیئے گئے نمبر ۱۰، ۱۱ کے طائفے کے نیچے اختلاف نہیں، لہٰذا اس کے ۱۲ سہام اور نمبر ۱۲ کے ۱۲ سہام بھی اسکے نیچے منتقل کردیئے گئے۔

اب بطن رابع کے سہام بطن خامس کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ بطن رابع میں نمبر ا سے نمبر ۳ تک جو طائفہ تھا اس کے نیچے اختلاف ہے۔ دو بنات اور ایک ابن ہے اس طائفے کے چھے ۶ سہام میں سے ۳ سہام دو بنات کو اور تین ۳ سہام ایک ابن کو دیئے گئے۔ پھر نمبر ۴ سے نمبر ۶ تک جو طائفہ تھا اس کے فروع میں بھی اختلاف ہے۔ دو بنات اور ایک ابن ہے۔ اس طائفے کے ۱۲ سہام میں سے ۶ سہام دو بنات کو اور ۶ سہام ایک ابن کو ملے نمبر ۷، ۸ کے طائفے کی فروع میں اختلاف نہیں، لہٰذا یہ ۹ سہام اور نمبر ۹ کے بھی ۹ سہام اسی طرح نیچے منتقل کر دیئے گئے۔ نمبر ۱۰، ۱۱ کے نیچے اختلاف ہے۔ ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے۔ لہٰذا ۱۲ سہام میں سے ۴ لڑکی کو اور ۸ سہام لڑکے کو دیئے گئے نمبر ۱۲ کے ۱۲ سہام اسی طرح نیچے منتقل کر دیئے گئے اب بطن خامس کے سہام موجود ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ بطن خامس میں نمبر ا، ۲ کا جو طائفہ تھا اس کے فروع میں اختلاف ہے اس طائفے کے ۳ سہام میں سے ایک حصہ لڑکی (فاطمہ) کو اور دو حصے لڑکے (خالد) کو دیئے گئے۔ نمبر ۳ کے ۳ سہام اس کی فرع (خالدہ) کو دیئے۔ نمبر ۴، ۵ کے طائفے کی فروع میں بھی اختلاف ہے اس طائفے کے ۶ سہام میں سے ۴ سہام لڑکے (بکر) کو اور ۲ سہام لڑکی عائشہ کو دیئے گئے۔ نمبر ۶ کے ۶ سہام اس کی فرع سلیمہ کو دیئے گئے نمبر ۷، ۸ کے نیچے اختلاف ہے۔ اس طائفے کے ۹ سہام میں سے ۶ سہام لڑکے (کلیم) کو اور تین سہام لڑکی (لطیفہ) کو ملے۔ نمبر ۹ کے ۹ سہام اس کی فرع حلیمہ کو نمبر ۱۰ کے ۴ سہام اس کی فرع کریمہ کو، نمبر ۱۱ کے ۸ سہام اس کی فرع کلیمہ کو اور ۱۲ کے ۱۲ سہام اس کی فرع زینب کو ملے۔

اس تفصیل کی روشنی میں امام ابو یوسفؒ کے ہاں فروع کی ذکورت وانوثت کا اعتبار کرنے اور امام محمدؒ کے ہاں اصول کی ذکورت وانوثت کا اعتبار کرنے سے حصص کی تقسیم میں درج ذیل فرق ظاہر ہوگا۔

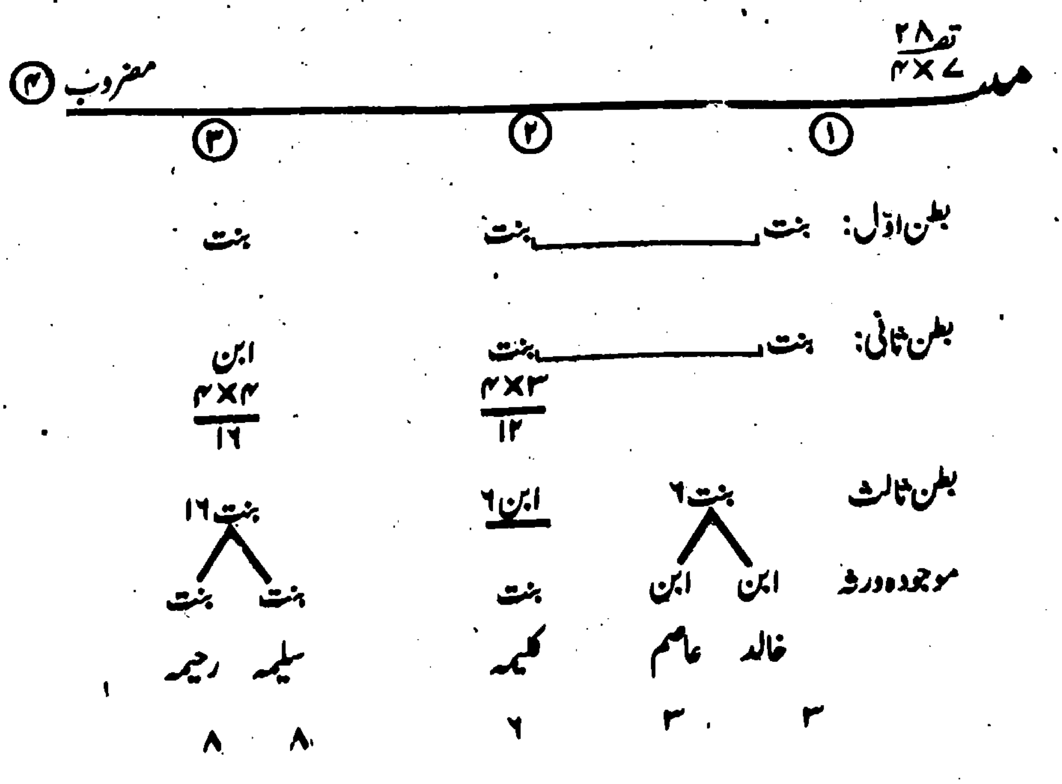
ورثہ	فاطمہ	خالد	خالدہ	بکر	عائشہ	سلیمہ	کلیم	لطیفہ	حلیمہ	کریمہ	کلیمہ	زینب	[illegible]
[illegible]	۱	۲	۱	۲	۱	۱	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱۵
[illegible]	۱	۲	۳	۴	۲	۶		۳	۹	۴	۸	۱۲	۶۰

(۲) امام محمدؒ کے مذہب کی توضیح کے سلسلے مین دوسری ضروری وضاحت یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں ذکورت وانوثت کا اعتبار تو اصول میں ہوتا ہے، فروع کی ذکورت وانوثت کا اعتبار نہیں، لیکن اصول میں ذکورت وانوثت کا اعتبار کرتے ہوئے ہر اصل میں اس کے آخری بطن کی تعداد ملحوظ ہوگی۔ لہٰذا جس مذکر اصل کے آخری بطن میں کئی لڑے یا لڑکیاں ہوں تو مذکر اصل کو اتنے ہی لڑکے فرض کر کے حصے دیئے جائیں گے۔ ایسے ہی کسی مؤنث اصل کی فرع میں کئی لڑکے یا لڑکیاں ہوں۔ تو مؤنث اصل کو اتنی لڑکیاں فرض کر کے اتنے ہی حصے دیئے جائیں گے۔

لہٰذا امام محمدؒ کے مذہب پر تقسیم کرتے ہوئے یہ اصول پیش نظر رہنا چاہیے کہ:

"جس بطن میں سب سے پہلے اختلاف ہو، ذکورت وانوثت اسی کی معتبر ہوگی اور تعداد فروع یعنی آخری بطن کی معتبر ہوگی۔"

مثال: اس اصول کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نقشہ سامنے رکھ کر اس کی وضاحت کا بغور مطالعہ کیا جائے۔



یہاں پانچ ذوی الارحام موجود ہیں۔ جن میں سے دو ''ابن بنت بنت البنت'' (یعنی پڑنواسی کے بیٹے) ایک ''بنت ابن بنت البنت'' (یعنی پڑنواسے کی بیٹی) اور دو ''بنت بنت ابن البنت'' (یعنی نواسے کی بیٹی کی بیٹیاں) ہیں۔ دوسرے بطن میں اختلاف ہے۔ لہٰذا اسی میں سب سے پہلے تقسیم ہوگی۔ یہاں نمبر۱ میں بنت ہے اس کی فرع میں دو لڑکے ہیں، اس بطن کی بنت کی انوثت لے کر اور فرع کی تعداد لے کر ''دو لڑکیاں'' بن گئیں۔ نمبر ۲ میں لڑکی ہے اور اس کی فرع بھی ایک ہی ہے۔ نمبر ۳ میں لڑکا ہے، جس کی فرع میں دو لڑکیاں ہیں۔ اس کو ''دو لڑکے'' فرض کیا جائے گا، اور ان کی لڑکی سے دوگنا حصہ دینے کے لئے ان کو چار فرض کیا جائے گا۔ لہٰذا کل تعداد سات ہوگئی۔ اس طرح:

نمبر۱ ۲ لڑکیاں + نمبر۲ ایک لڑکی + نمبر۳ ۴ لڑکیاں (یعنی دو لڑکے) = ۷

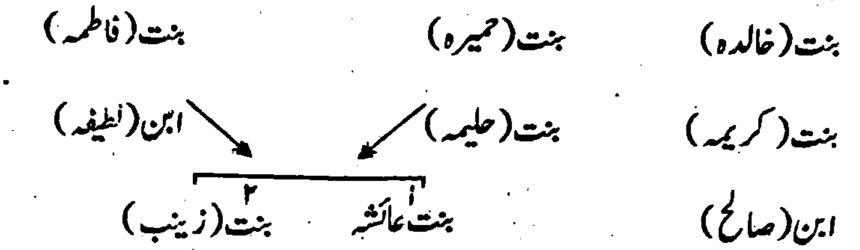
لہٰذا سات کا عدد مخرج ہوا جن میں سے تین سہام طائفہ بنات کے کنارے پر اور چار سہام ابن کو دیئے گئے۔ اب بطن ثانی کے سہام بطن ثالث کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ بطن ثالث میں طائفہ بنات کے نیچے اختلاف ہے۔ یہاں (اصل کی انوثت اور فرع کی تعداد لے کر) دو بنت اور ایک ابن ہے۔ ابن کو دوگنا حصہ دینے کے لئے دو فرض کیا تو کل ۴ ہو گئے۔ جب کہ طائفہ بنات کے سہام ۳ ہیں۔ ۳ اور ۴ میں تباین ہے، اس لئے ۴ کو مضروب بنا کر اصل مخرج ''۷'' کو ضرب دیں تو مخرج ۲۸ ہو گیا۔ طائفہ بنات کے سہام ۱۲ اور ابن کے سہام ۱۶ ہو گئے۔ طائفہ بنات کے ۱۲ سہام میں سے ۶ ابن کو دیئے اور ۶ بنت کو اس لئے کہ فرع کی تعداد کی وجہ سے اس کو دو فرض کیا گیا تھا۔ ابن کے ۶ سہام اس کی فرع بنت کو منتقل کر دیئے گئے۔

اب بطن ثالث کے سہام موجودہ ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ نمبر۱ میں بنت کے ۶ سہام میں سے ہر ابن کو ۳ سہام ملے۔ نمبر ۲ میں ابن کے ۶ سہام اس کی فرع کلیمہ کو ملے۔

نمبر ۳ میں بنت کے ۱۶ سہام میں سے آٹھ، آٹھ سہام سلیمہ اور رحیمہ کو ملے۔

④ کبھی ذوی الارحام میں کسی کو میت سے ایک سے زیادہ جہتوں سے قرابت ہوتی ہے۔

مثلاً



یہاں میت کے تین ذوی الارحام زندہ ہیں، صالح، عائشہ اور زینب۔ صالح نواسی کا بیٹا ہے اور عائشہ اور زینب نواسی (حلیمہ) کی بھی بیٹیاں ہیں۔ اور نواسے (لطیف) کی بھی بیٹیاں ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کی دو جہتوں سے قرابت ہوئی۔

جہاں فروع میں سے کسی کو ایک سے زیادہ جہتوں سے قرابت حاصل ہو تو امام محمدؒ کے ہاں تو تقسیم کے طریقے میں فرق نہیں پڑے گا، ان کے ہاں حسب تفصیل مذکور جس بطن میں اختلاف ہوا ہے اس میں سہام تقسیم ہو کر ایک کا سہم اس کی فرع کو ملے گا، جس کی وجہ سے جس کی جتنی جہات قرابت ہیں اتنی جہات سے اس کو سہام خود بخود مل جائیں گے۔ اور امام ابو یوسفؒ چونکہ اصول میں تقسیم نہیں فرماتے ہیں، بلکہ فروع میں فرماتے ہیں۔ ان کے ہاں فروع میں تقسیم کرتے ہوئے جہات کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ یعنی جس کی قرابت دو جہتوں سے ہے اس کو دو وارث شمار کیا جائے گا یعنی لڑکی ہے تو دو لڑکیاں اور لڑکا ہو تو ڈو لڑکے سمجھ کر سہام تقسیم کئے جائیں گے۔

اوپر والی مثال میں امام یوسفؒ کے ہاں تقسیم اس طرح ہوگی کہ عائشہ اور زینب کو دو، دو لڑکیاں سمجھا جائے گا۔ لہٰذا ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور بیٹا دو بنات سہم لیا کرتا ہے۔ اس لئے کل چھ سہام کر کے صالح، عائشہ اور زینب میں سے ہر ایک کو دو، دو سہام ملیں گے۔ چونکہ تینوں کو برابر سہام ملے ہیں۔ لہٰذا اختصار کر کے چھ کی بجائے تین سہام میں سے ایک، ایک سہم

بھی دیا جا سکتا ہے۔امام محمدؒ کے ہاں تقسیم اس طرح ہوگی کہ بطن ثانی (یعنی کریمہ، حلیمہ اور لطیف کے بطن) میں اختلاف ہے۔ یہاں تقسیم ہوگی، یہاں کریمہ کو ایک لڑکی شمار کیا جائے گا۔ حلیمہ کو دو لڑکیاں اور لطیف کو دو لڑکے شمار کیا جائے گا۔ اس لئے کہ امام محمدؒ کے ہاں اصل کی ذکورت وانوثت کے ساتھ فرع کی تعداد بھی ملحوظ ہوتی ہے اور حلیمہ اور لطیف دونوں کی دو بیٹیاں ہیں۔ اس طرح اس بطن میں تین لڑکیاں اور دو لڑکے ہوئے اور سہام سات ہوں گے، اس لئے کہ لڑکے کو دوگنا سہام ملتے ہیں۔ سات سہام میں تین سہام طائفہ اناث (حلیمہ وکریمہ) کو اور چار سہام لطیف کو ملے۔ اب یہ سہام بطن ثالث یعنی موجودہ ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔

طائفہ اناث کے نیچے اختلاف ہے۔ ایک لڑکا (صالح) اور دو لڑکیاں (عائشہ، زینب) ہیں۔ ان تینوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدے سے چار سہام کی ضرورت ہے۔ جب کہ طائفہ اناث کے پاس تین سہام ہیں، ۳ اور ۴ میں تباین ہونے کی وجہ سے ۴ کو مضروب بنا کر اصل مسئلہ ۷ سے ضرب دی تو مخرج ۲۸ ہوا۔ اور طائفہ اناث کے تین کو ۴ سے ضرب دینے سے ۱۲ سہام ہوئے اور لطیف کے ۴ سہام کو ۴ سے ضرب دینے سے ۱۶ سہام ہوئے۔ طائفہ اناث کے ۱۲ سہام میں ۶ سہام صالح کو اور ۶ دو لڑکیوں کو ملے اور ان میں سے ہر لڑکی (زینب وعائشہ) کو تین تین سہام ملے۔

لطیف کی فرع میں بھی یہی دو لڑکیاں ہیں، اس کے ۱۶ ان میں تقسیم ہوئے تو ۸ عائشہ اور ۸ زینب کو ملے۔ اب ان میں سے ہر ایک کو کل ۱۱ سہام ملے جن میں سے ۳ حلیمہ کی طرف سے اور ۸ لطیف کی طرف سے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ امام محمدؒ کے مذکورہ قاعدے پر عمل کرنے سے ہی دونوں جہتوں کی رعایت ہوگی اور ہر جہت سے حصہ مل گیا ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں نقشہ یہ ہے:

مسـ $\frac{28}{4 \times 7}$ تصـ — مضروب ۴

بنت (خالدہ)	بنت (حمیرہ)	بنت (فاطمہ)
بنت (کریمہ)	بنت (حلیمہ)	ابن (لطیف)
ابن صالح	$\frac{4 \times 3}{12}$	بنت عائشہ — بنت زینب
۶		۳ + ۸ = ۱۱ — ۳ + ۸ = ۱۱

مشق نمبر ۱۷

تخریج کریں، جہاں اختلاف ہو اس کو ہر مذہب کے مطابق حل کریں، جہاں ذکور و اناث طائفے بنانے کے لئے ورثہ بالترتیب نہیں لکھے گئے وہاں ورثہ کو دوبارہ ترتیب کے ساتھ لکھیں، تاکہ ذکور و اناث کے طائفے بسہولت بن سکیں۔

① مسـ

زوج — ابن البنت — بنت البنت — اب الام

② مسـ

زوج — بنت ابن البنت — بنت بنت البنت

③ مسـ

زوج — ابن ابن البنت — بنت البنت

④ مسـ

بنت	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	بنت	ابن

⑤ مسـ

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	ابن

⑥ میت

بنت	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	بنت

⑦ میت

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
ابن(٢)	بنت(١)	بنت(٣)	ابن(٢)	ابن

⑧ میت

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
ابن	بنت	ابن	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
ابن(٢)	ابن(١)	ابن(١)	بنت(٣)	بنت(٢)

⑨ میت

ابن	ابن	بنت
بنت	ابن	ابن
بنت بنت		بنت(٢)

صنفِ ثانی کی توریث کا طریقہ:

ذوی الارحام کی دوسری صنف میت کے وہ اصول ہیں جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہ ہوں، صنفِ اول کے کسی وارث کے ہوتے ہوئے صنف ثانی کے ورثہ وارث نہیں ہوتے، صنف اول کوئی وارث نہ ہوتو صنف ثانی کو وارث بنایا جاتا ہے، جس کے قواعد یہ ہیں:

(۱) صنف ثانی کا ایک ہی وارث ہوتو وہ وارث ہوگا۔

(۲) ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے قرب درجہ سے ترجیح ہوگی یعنی اقرب وارث ہوگا اور ابعد محروم ہوگ، چاہے اقرب مدلی بالوارث ہو یا مدلی بغیر الوارث ہو (جو کسی وارث کے واسطہ سے میت کی طرف منسوب ہو وہ مدلی بالوارث کہلاتا ہے۔ جیسے اب أم الأم (جدہ)

واسطہ ہے اور وارث ہے لہٰذا اب ام الام مدلی بالوارث ہے۔ اور جو غیر وارث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ مدلی بغیر الوارث کہلاتا ہے، جیسے اب اب الام یہاں اب الام واسطہ ہے جو خود ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں ہے، لہٰذا اب اب الأم مدلی بغیر الوارث ہوگا، اور چاہے وہ باپ کی طرف سے رشتہ دار ہو یا ماں کی طرف سے اور چاہے وہ مذکر ہو یا مؤنث۔

مثالیں:

مسئلہ ۲

زوج	① اب اب الام	② اب ام الام
۱	۱	م

یہاں نمبر ۱ اقرب ہونے کی وجہ سے وارث ہوا، حالانکہ یہ مدلی بغیر الوارث ہے اس لئے کہ اب الام وارث نہیں، اور نمبر ۲ مدلی بالوارث ہے۔

مسئلہ ۴

زوجہ	① ام اب الام	② اب ام الام
۱	۳	م

یہاں نمبر ۱ اقرب ہونے کی بنا پر وارث ہے۔ حالانکہ یہ مؤنث اور اس کے مقابلے میں ابعد مذکر ہے۔

مسئلہ ۲

زوج	① ام اب الام	② اب ام اب الاب
۱	۱	م

یہاں نمبر ۱ قرب ہونے کی وجہ سے وارث ہے، اگرچہ وہ ماں کی جانب سے رشتہ دار ہے اور نمبر ۲ بعد ہونے کی وجہ سے محروم ہے، اگرچہ وہ باپ کی جانب سے رشتہ دار ہے۔

حاصل یہ ہے کہ درجے میں تفاوت کی صورت میں قرب درجہ سے ہی ترجیح ہوگی۔ ذکورت یا مدلی بالوارث ہونے یا باپ کی قرابت ہونے کی بنا پر ترجیح نہیں ہوگی۔

(۳) اگر ایک سے زیادہ صنف ثانی کے وارث درجہ قرابت میں برابر ہوں تو اب ذوی الفروض یا عصبات کے واسطے سے رشتہ دار جس کو مدلی بالوارث کہا جاتا ہے وارث ہوگا، ذوی الأرحام کے واسطے سے رشتہ دار جس کو مدلی بغیر الوارث کہا جاتا ہے وہ محروم ہوگا۔

جیسے مسـ

②	①	
ام اب الام	اب ام الاب	زوجہ
م	۳	۱

یہاں نمبر ا ام الاب (جدہ) کے واسطے سے رشتہ دار ہے جو ذوی الفروض میں سے ہے، لہٰذا یہ مدلی بالوارث ہوا، نمبر ۲ اب الام (نانے) کے واسطے سے رشتہ دار ہے جو ذوی الأرحام میں سے ہے، لہٰذا یہ مدلی بغیر الوارث ہوا۔ اس لئے نمبر ا وارث ہوگا اور نمبر ۲ محروم ہوگا

(۴) اگر تمام درجہ قرابت میں بھی برابر ہوں اور ادلاء بالوارث یا بغیر الوارث میں بھی برابر ہوں، یعنی سب مدلی بالوارث ہوں یا تمام مدلی بغیر الوارث ہوں، لیکن جہت قرابت میں فرق ہو ایک باپ کی جانب سے ہو اور دوسرا ماں کی جانب سے، تو ابوی ثلثان اور اموی کو ثلث ملے گا۔ جیسے: مسـ ۱۵/۱۲

اب ام الاب	ابن ام الام	زوجہ
ثلثان	ثلث	ربع
۸	۴	۳

(۵) درجہ قرابت ادلاء بالوارث یا بغیر الوارث اور جہت قرابت تمام باتوں میں برابر ہوں اور بطون اصول میں ذکورت و انوثت کا اختلاف بھی نہ ہو تو تمام وارث ہوں گے، اور "للذكر مثل حظ الانثيين" کے قاعدے سے ترکہ تقسیم ہوگا۔ جیسے

مسـ ۳

ام	ام
اب	اب
اب	ام
۲	۱

یہاں دونوں درجہ میں برابر ہیں۔ اس لئے کہ دونوں دو واسطوں سے میت تک منسوب ہیں۔ دونوں مدلی بغیر الوارث اور اموی ہیں۔ اصول کے دونوں بطنوں میں اختلاف بھی نہیں، اس لئے ام کو ایک اور اب کو دو سہم ملے

(٦) تمام وارث درجہ قرابت، ادلاء بالوارث یا بغیر الوارث اور جہت قرابت میں برابر ہوں اور اصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف بھی ہو تو اس صورت میں بھی وارث تو سبھی ہوں گے۔ مگر توریث کا طریقہ وہی ہو گا۔ جو صنف اول میں امام محمدؒ کے مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس بطن میں سب سے پہلے اختلاف ہوا وہاں حسب تفصیل مذکور ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

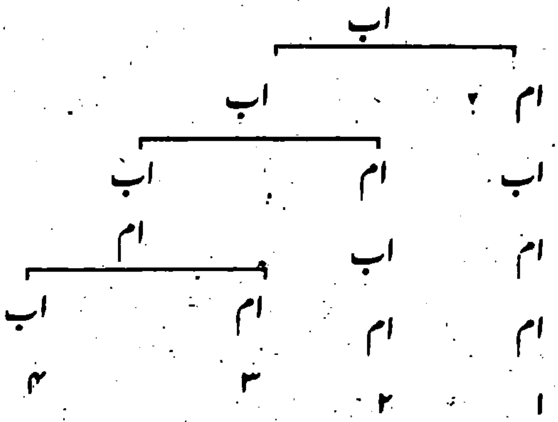
جیسے مسئلہ ٥×٥ تص ٢٥ — مضروب (٥)

١	٢	٣	٤	
اب	اب	اب	اب	بطن اوّل
ام ٥×١ / ٥	اب	اب	اب ٥×٦ / ٣٠	بطن ثانی
اب / ٥	ام / ٦	اب	اب / ٢٤	بطن ثالث
ام ٥	اب ٦	ام	ام ٢٤	بطن رابع
ام	ام	ام	اب	
٥	٦	٨	١٦	

صنف اول میں لکھی گئی تفصیل کی روشنی میں اس نقشے کو سمجھ لیا جائے۔

یہاں یہ غلط فہمی ہونے کا اندیشہ ہے کہ بطن اول میں اب چار مرتبہ لکھا ہوا ہے۔ ایک شخص کے چار باپ کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس اشکال کا منشاء غلط فہمی ہے اس لئے کہ اب چار مرتبہ اس لئے نہیں لکھا گیا کہ باپ چار ہیں، بلکہ چار مرتبہ اس لئے لکھا گیا ہے، کہ ایک ہی باپ چار شخصوں کے لئے واسطہ بن رہا ہے اس لئے ہر جگہ اسی کو لکھا گیا ہے۔

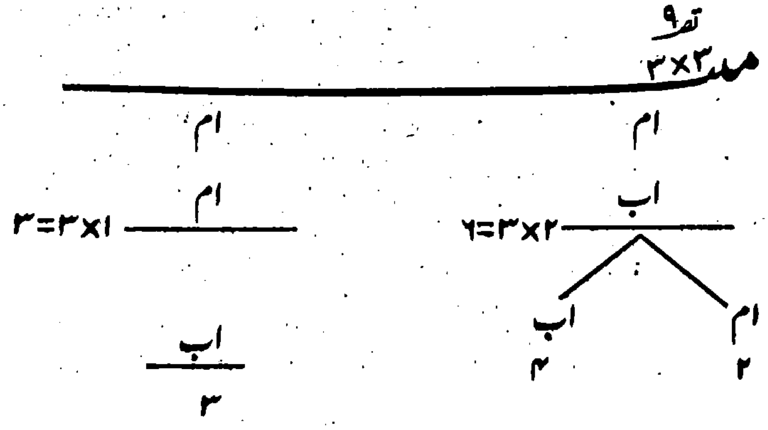
نیچے اسی نقشے کو دوسری طرح لکھا جاتا ہے۔ اوپر نقشے میں چار وارثوں میں سے ہر وارث باپ کے واسطے سے میت کی طرف کیسے منسوب ہے؟ اس کو نقشہ ذیل سے سمجھا جائے، ہر وارث کی نشاندہی کے لئے نیچے نمبر لکھ دیا گیا ہے۔



صنف اوّل اور ثانی میں ایک فرق کی نشاندہی

صنفِ اول میں بتایا گیا تھا کہ جب بطونِ اصول میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہوتو اختلاف والی پہلی بطن میں ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے اور اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت و انوثت اصول کی معتبر ہوتی ہے اور تعداد فروع کی معتبر ہوتی ہے، صنف ثانی میں اصول میں تقسیم کرتے ہوئے فروع کی تعداد کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ (از قانون وراثت ص ۶۴)

جیسے:



یہاں بطن ثانی میں اختلاف ہوا ہے۔ ام کی فرع ایک ہے اور اب کی فرع دو ہیں۔ اس کی وجہ سے دو اب شمار کر کے چار حصے نہیں دیئے گئے۔ بلکہ ایک اب شمار کیا گیا اور اس کو دو حصے اور ام کو ایک دیا گیا تو مخرج ۳ ہوا۔ اس کے بعد اب کی فرع میں تین حصوں کی ضرورت تھی تا کہ ایک ام اور دو اب کو دیئے جائیں، جب کہ حصے دو ہیں اس لئے ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کر لی گئی۔

مشق نمبر ۱۸

صنف ثانی کے لکھے ہوئے قواعد کے مطابق تقسیم کریں:

① مسـ

اب ام ام ام

ام اب اب ام

اب ام اب اب

② مسـ

اب اب اب اب

ام ام ام ام

ام ام اب اب

ام اب ام اب

③ مسـ

ام ام ام ام ام ام ام

ام ام ام اب اب اب اب

ام اب اب ام ام اب اب

اب ام اب ام اب ام اب

④ مسـ

ام ام ام اب

ام اب اب ام

اب ام اب اب

صنفِ ثالث:

صنف ثالث سے مرادمیت کے اصل قریب یعنی ماں، باپ کی وہ فروع ہیں جوذوی الفروض وعصبات میں داخل نہیں۔ اس صنف میں بھائی، بہنوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ اولاد شامل ہے جوذوی الفروض وعصبات میں سے نہ ہوں۔ کون سے بھائی یا بہن کی کون سی اولاد اس میں شامل ہوگی اس کی تفصیل یہ ہے:

۱۔اخ حقیقی: (ا) اس کی بلاواسطہ مذکر اولاد (یعنی میت کے بھتیجے) تو عصبہ ہیں وہ اس صنف میں شامل نہیں۔

(ب) بلاواسطہ مؤنث اولاد (یعنی میت کی بھتیجیاں) اس صنف میں داخل ہیں۔

(ج) اخ حقیقی کی بالواسطہ مذکر اولاد چاہے ایک واسطے سے ہو، جیسے ابن ابن الاخ العینی یا ابن بنت الاخ العینی یا کئی واسطوں سے ہو۔ جیسے ابن ابن ابن الاخ العینی وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کہیں مؤنث کا واسطہ نہیں تو وہ عصبہ ہے۔ اس صنف میں شامل نہیں۔ اگر کہیں مؤنث کا واسطہ ہو تو اس صنف میں شامل ہے۔

(د) اخ حقیقی کی بالواسطہ مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے۔

۲۔اخ علاتی: اس میں اخ حقیقی والی تفصیل ہے۔ یعنی اخ علاتی کی مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے خواہ بالواسطہ یا بلاواسطہ۔ اور مذکر اولاد اگر کسی مؤنث کے واسطے سے ہو تو اس صنف میں شامل ہے۔ اگر مؤنث کا واسطہ نہ ہو تو عصبہ ہے۔

۳۔اخ خیفی: اس کی ہر قسم کی اولاد اس صنف میں شامل ہے۔ خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔

اخوات: ہر قسم کی بہنوں کی مذکر و مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے، یعنی میت کے بھانجے اور بھانجیاں اور ان کی اولاد۔

قواعد توریث: صنفِ ثالث کی توریث کے قواعد یہ ہیں:

① صنف اول اور صنف ثانی کے ہوتے ہوئے صنف ثالث کو وارث نہیں بنایا جاتا۔

② پہلی دونوں صنفوں میں سے کوئی موجود نہ ہو اور صنف ثالث کا ایک ہی وارث موجود ہو تو اس کو وارث بنایا جاتا ہے۔

③ صنف ثالث میں سے ایک سے زیادہ وارث موجود ہوں تو سب سے پہلے قرب

درجہ کی بنا پر ترجیح ہوگی۔ یعنی اقرب وارث ہوگا اور ابعد محروم ہوگا۔ جیسے ابن الاخت (بھانجا) اور ابن بنت الاخت (بھانجی کا بیٹا) دونوں ہوں تو ابن الاخت وارث اور ابن بنت الاخت محروم ہوگا۔

(۴) اگر درجہ قرابت میں برابر ہوں، مگر ان میں یہ فرق ہو کہ کسی کی اصل ذوی الفروض یا عصبات میں سے ہے (اس کو مدلی بالوارث کہتے ہیں) اور کسی کی اصل ذوی الارحام میں سے ہو (اس کو مدلی بغیر الوارث کہتے ہیں) تو مدلی بالوارث وارث ہوگا اور مدلی بغیر الوارث محروم ہو گا۔ جیسے بنت ابن الاخ اور ابن بنت الاخ میں سے پہلی مدلی بالوارث ہے اس لئے کہ اس کی اصل "ابن الاخ" عصبہ ہے اور دوسرا مدلی بغیر الوارث ہے۔ اس لئے کہ اس کی اصل "بنت الاخ" ذوی الارحام میں سے ہے۔ لہٰذا بنت ابن الاخ وارث ہے اور دوسرا محروم ہے۔

(۵) صنف ثالث کے ایک سے زیادہ ورثہ درجہ قرابت میں بھی برابر ہوں اور ادلاء میں بھی مساوی ہوں، یعنی سب کی اصل ذوی الفروض وعصبات سے ہو یا سب کی اصل ذوی الارحام سے ہو تو اب دو صورتیں ہیں:

الف: جہت اصول متحد ہو: پہلی صورت یہ ہے کہ عینی، علّی یا خیفی ہونے میں اصول برابر ہوں، یعنی سب عینی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں یا سب علاتی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں یا سب خیفی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں۔

اس صورت میں جب کہ درجہ قرابت، ادلاء اور اصول کی جہت میں مساوی ہوں اتنی بات طے شدہ ہے کہ سب وارث ہوں گے۔ پھر اگر اصول عینی یا علاتی ہوں تو موجودہ ذوی الارحام میں ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم ہوگا۔

جیسے اصول کے عینی ہونے کی مثال:

مسئلہ ۳

الاخ العینی	الاخ العینی
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

یا مسئلہ ۳

الاخت العینیہ	الاخت العینیہ
بنت	ابن
۱	۲

سب کے اصول علاتی ہوں اس کی مثال:

مسئلہ ۳

اخ علاتی	اخ علاتی
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

یا مسئلہ ۳

اخت علاتیہ	اخت علاتیہ
ابن	بنت
۲	۱

اگر اصول خیفی ہوں تو اس میں اختلاف ہے، امام ابو یوسفؒ کے ہاں یہاں بھی ''للذکر مثل حظ الانثیین'' کے مطابق ترکہ موجودہ ورثہ میں تقسیم ہو گا، امام محمدؒ کے ہاں مرد وعورت کو برابر رکھا جائے گا۔ اور یہی ظاہر الروایۃ ہے۔ جیسے

اخ خیفی	اخ خیفی
ابن	بنت

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں: ۲ ——— ۱ = مخرج ۳

امام محمدؒ کے ہاں: ۱ ——— ۱ = مخرج ۲

ب: جہت اصول مختلف ہو:

دوسری صورت یہ ہے کہ اصول کی جہت مختلف ہو، اس صورت میں اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ کے ہاں قوت قرابت کی بنیاد پر ترجیح دی جائے گی، یعنی عینی کی اولاد کی وجہ سے علاتی اور خیفی کی اولاد محروم ہوگی اور علاتی کی اولاد کی وجہ سے خیفی کی اولاد محروم ہوگی۔ جیسے:

مسئلہ ۴

اخ عینی	اخت عینیہ	اخ علاتی	اخت علاتیہ	اخ خیفی	اخت خیفیہ
بنت	ابن بنت	بنت	ابن بنت	بنت	ابن بنت
۱	۲ ۱	م	م م	م	م م

امام ابو یوسفؒ کے ہاں علاتی اور خیفی بھائی، بہنوں کی اولاد محروم ہوگی صرف اخ عینی اور اخت عینیہ کی اولاد وارث ہوگی۔ وہ دو بنات اور ایک ابن ہے۔ ہر بنت کو ایک سہم اور ابن کو دو سہم دیئے گئے تو مخرج ۴ ہوا۔ اور جیسے:

مسئلہ ۴

اخ علاتی	اخت علاتیہ	اخ خیفی	اخت خیفیہ
بنت	ابن بنت	ابن	بنت ابن
۱	۲ ۱	م	م م

یہاں علاتی کی اولاد کی وجہ سے خیفی کی اولاد محروم ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اصول یعنی بھائی بہنوں میں ذوی الفروض وعصبات کے ذکر شدہ احکام وحالات کی رعایت کرتے ہوئے ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اگر رد کی ضرورت ہو تو رد کیا جائے۔ اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت وانوثت کا وصف اصول سے اور عدد کا اعتبار فروع سے کیا جائے۔ پھر عینی، علاتی اور خیفی کے الگ، الگ طائفے بنا لئے جائیں۔ ہر طائفے کے سہام ان کے فروع کی طرف منتقل کئے جائیں۔ عینی اور علاتی کے سہام ان کی فروع پر تقسیم کرتے ہوئے "للذکر مثل حظ الانثیین" کی رعایت کی جائے۔ اور خیفی کے سہام ان کی فروع میں تقسیم کرتے ہوئے مرد وعورت کو برابر رکھا جائے۔ جیسے:

مسئلہ ۳×۳ تصح ۹

اخ عینی اخت عینیہ	اخ علاتی اخت علاتیہ	اخ خیفی اخت خیفیہ
ع	م	ثلث
۳ (۶=۲×۳) ۳	۱	(۳=۳×۱) ۲

بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت
۳	۲	۱	م	م	م	۱	۱	۱

یہاں پہلے بھائی، بہنوں میں ترکہ تقسیم کیا گیا، اخ عینی اور اخت عینیہ عصبہ ہیں اخ علاتی اور اخت علاتیہ محروم ہیں۔ اخ خیفی اور اخت خیفیہ کا حصہ ثلث ہے۔ مخرج ۳ ہوا، جس میں سے ایک سہم اخ خیفی اور اخت خیفیہ کو ملا۔ اور دو حصے اخ عینی اور اخت عینیہ کو ملے۔ اخ خیفی اور اخت خیفیہ کو جو ثلث ملا ہے وہ ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس میں دو حصے اخت خیفیہ کو ملیں گے۔ اس لئے کہ اس کی فروع دو ہیں اور اخ خیفی کو ایک ملے گا اس لئے کہ اس کی فرع ایک ہے۔ کل تین سہام کی ضرورت ہے۔ جب کہ مخرج سے ایک حصہ ملا ہے۔ لہٰذا ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کی گئی تو مخرج ۹ ہوا۔ اور عینی بھائی بہن کے کل حصے ۶ ہوئے اور خیفی بھائی، بہن کے سہام ۳ ہو گئے ان میں سے خیفی بھائی کو ایک سہم اور بہن کو دو دیئے گئے اور عینی بھائی، بہن کے سہام میں سے اخت عینیہ کو ۳ دیئے گئے، اس لئے کہ اس کی فروع دو ہیں۔ اور اخ عینی کی فرع چونکہ ایک ہے اس لئے کے "للذکر مثل حظ الانثیین" مطابق اس کو بھی ۳ حصے دیئے گئے۔

پھر اخ عینی کے ۳ سہام اس کی فرع کی طرف منتقل ہوئے۔ اخت عینیہ کے ۳ سہام اس کی فروع میں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم ہوئے تو ۲ ابن کو اور ایک بنت کو۔ اخ خیفی کا ایک حصہ اس کی فروع کو دے دیا گیا۔ اخت خیفیہ کے ۲ حصے اس کی فروع میں برابر تقسیم ہوئے تو ہر ایک کو ایک ایک ملا۔

مشق نمبر ۱۹

① مسـ
بنت ابن الاخ	بنت الاخ

② مسـ
بنت ابن الاخ	ابن بنت الاخ

③ مسـ
ابن الاخت	بنت الاخ

④ مسئلہ

اخ عینی	اخ عینی	اخ علاتی	اخ علاتی	اخت خیفیہ	
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	
ابن	بنت ۲	ابن	ابن	بنت ۳	

⑤ مسئلہ

اخت علاتیہ	اخت علاتیہ	اخ علاتی	اخت خیفیہ	اخ خیفی	
ابن	ابن	بنت	بنت	بنت	
بنت ۲	بنت	ابن	ابن ۲	ابن	

صنف رابع: صنف رابع سے مراد میت کی اصل بعید یعنی اجداد اور جدات کی وہ فروع جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہ ہو۔ جیسے جد کی بیٹی یعنی پھوپھی اور اس کی اولاد جدہ (نانی) کی بیٹی یعنی خالہ اور اس کی اولاد۔

اس صنف میں یہ رشتے داخل ہیں:

① عمات (پھوپھیاں) خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی۔

② پھوپھیوں کی ہر قسم کی اولاد، خواہ مذکر ہو یا مؤنث، بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ۔

③ خیفی عم (چچا) لیکن عینی یا علاتی چچا عصبات میں سے ہے۔

④ خیفی عم کی ہر قسم کی اولاد۔

⑤ عینی یا علاتی اعمام کی مؤنث اولاد۔ جیسے **بنت العم العینی**۔ اور وہ مذکر اولاد جو بواسطہ مؤنث منسوب ہو۔ جیسے **ابن بنت العم**، عینی اور علاتی اعمام کی وہ مذکر اولاد جو بواسطہ مؤنث منسوب نہ ہو عصبہ ہے۔ وہ ذوی الارحام کی صنف رابع میں داخل نہیں۔ جیسے **ابن العم یا ابن ابن العم** وغیرہ۔

⑥ ہر قسم کی خالہ، خواہ عینی ہوں یا علاتی یا خیفی۔

⑦ ہر قسم کے اخوال (ماموں) خواہ عینی ہو یا علاتی یا خیفی۔

⑧ خالہ اور ماموں کی بلا واسطہ یا بالواسطہ مذکر یا مؤنث اولاد۔

پھر جیسے میت کی عمات اور ان کی اولاد، اس کی خالات اور ان کی اولاد، اس کے

اخوال (ماموں) اوران کی اولاد، اس کے اخیافی اعمام اوران کی اولاد، میت کے عینی اور علاتی اعمام کی مؤنث اولاد اور عینی اور علاتی اعمام کی وہ مذکر اولاد (جو بواسطہ مؤنث منسوب ہو صنف رابع میں شامل ہے۔ ایسے ہی میت کے باپ اور اس کی ماں کے یہی تمام رشتے بھی اس صنف میں داخل ہیں۔ ایسے ہی میت کے جد اور جدہ کے یہی تمام رشتے بھی اس صنف میں داخل ہوں گے۔ وھلم جرا

توریث کا طریقہ: اس صنف کی توریث کے قواعد یہ ہیں:

(۱) پہلی تینوں اصناف میں سے کوئی موجود ہو تو اس صنف کو وارث نہیں بنایا جاتا ہے۔

(۲) پہلی تینوں اصناف میں سے کوئی نہ ہو اور اس صنف کا صرف ایک وارث ہو تو وہ وارث ہوگا۔

(۳) اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح قرب درجہ سے ہوگی جیسے عمہ کی وجہ سے بنت العم محروم ہوگی۔ اگر درجے میں برابر ہوں تو دو صورتیں ہیں۔ جہت قرابت متحد ہوگی یا مختلف ہوگی، جہت قرابت متحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام ماں کی جانب سے ہوں۔ (خالات، اخوال اور ان کی اولاد ماں کی جانب سے قرابت رکھتے ہیں) یا تمام باپ کی جانب سے ہوں (عمات، اعمام اور ان کی اولاد باپ کی جانب سے قرابت رکھتے ہیں) جہت قرابت مختلف ہونے سے مراد یہ ہے کہ بعض جانب ام سے ہوں اور بعض جانب اب سے۔

جہت قرابت کے متحد یا مختلف ہونے کی صورتوں میں حکم الگ ہے۔

جہت قرابت متحد ہو: جب درجہ قرابت میں برابر ہوں اور جہت قرابت بھی متحد ہو تو:

(۱) سب سے پہلے قرابت کی بنا پر ترجیح ہوتی ہے، یعنی عینی کی وجہ سے علاتی اور خیفی اور علاتی کی وجہ سے خیفی محروم ہوتا ہے۔ جیسے بنت عم عینی کی وجہ سے بنت عم علاتی محروم ہوگی اور جیسے عمۃ علاتیہ کی وجہ سے عمہ خیفیہ محروم ہوگی۔

(۲) قوت قرابت میں برابر ہوں تو ولد الوارث کی وجہ سے ولد غیر الوارث محروم ہوگا جیسے بنت عم عینی اور بنت عمہ عینیہ دونوں درجے جہت اور قوت قرابت میں برابر ہیں۔ پہلی کی اصل عصبہ ہے۔ جب کہ دوسری کی اصل ذوی الارحام سے ہے۔ لہٰذا پہلی وارث ہوگی اور دوسری محروم ہوگی۔

(۳) قوت قرابت اور ادلاء میں برابر ہوں اور بطون اصول میں ذکورت وانوثت کا فرق نہ ہو تو فروع یعنی موجودہ ورثہ پر "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا۔ جیسے:

مسئلہ ۵

العم العینی	العم العینی	العم العینی
بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	ابن
۲	۱	۲

تینوں جہت قرابت میں متحد ہیں یعنی سب باپ کی جانب سے ہیں۔ قوت قرابت میں بھی برابر ہیں کہ سب عینی ہیں۔ اور ادلاء میں بھی برابر ہیں۔ لہٰذا مؤنث کو ایک حصہ اور مذکر کو دو دو حصے دیئے تو مخرج ۵ ہوا۔

مسئلہ ۴

خال علاتی	خال علاتی	خال علاتی
ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	بنت
۱	۲	۱

تینوں جانب ام سے ہیں۔ قوت قرابت اور ادلاء میں برابر ہیں۔ اس لئے ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق فروع پر تقسیم کیا گیا۔

(۴) قوت قرابت اور ادلاء میں برابر ہوں اور بطون اصول میں ذکورت وانوثت کا فرق ہو تو امام محمدؒ کے ہاں صنف اول کی طرح عمل کیا جائے گا۔ جیسے:

مسئلہ ۱۰×۲۱ تقر ۲۱×۱۰ تقر ۱/۲ — ۳۱۰ — مضروب ۲۱/۷

عم	عم	عم	عم	عم
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
		۶		۴
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
		۱۲۶=۲۱×۶		۸۴=۲۱×۴

بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
۶۳۰=۷×۹۰		۲۵۲=۷×۳۶	۳۹۲=۷×۵۶	۱۹۶=۷×۲۸
ابن ۲	بنت ۳	بنت ۱	بنت	ابن ۱
۳۶۰	۲۷۰	۲۵۲	۳۹۲	۱۹۶
فی ابن (۱۸۰)	(فی بنت ۹۰)			

صنف اول میں لکھی گئی تفصیل کے مطابق اس نقشے کو سمجھا جائے۔

جہت قرابت مختلف ہو:

جب درجہ قرابت میں برابر ہوں اور جہت قرابت میں مختلف ہوں یعنی بعض جانب اب سے ہوں اور بعض جانب اُم سے توریث کا طریقہ یہ ہے کہ جو ورثہ باپ کی جانب سے ہیں ان کا الگ طائفہ بنالیا جائے اور جو ماں کی جانب سے ہیں ان کا الگ طائفہ بنالیا جائے۔ طائفہ اب کو ثلثان اور طائفہ اُم کو ثلث دے کر ہر طائفے کا حصہ اس کے کنارے پر لکھ دیا جائے۔ اب ہر طائفے کے سہام اس کی فروع کی طرف منتقل کئے جائیں اور فروع کی طرف منتقل کرتے ہوئے درج ذیل امور کی رعایت کی جائے۔

(الف) طائفہ اب اور طائفہ ام دونوں کو الگ الگ تصور کیا جائے گا۔ ایک طائفے کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ایک طائفہ کے اقوی کی وجہ سے دوسرے طائفے کا اضعف محروم نہیں ہوگا۔ ایسے ہی ایک طائفے کے ولد الوارث کی وجہ سے دوسرے طائفے کا ولد غیر الوارث محروم نہیں ہوگا۔

(ب) ہر طائفے کے سہام فروع کی طرف منتقل کرتے ہوئے قوت قرابت کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔ یعنی ایک طائفے کے عینی کی وجہ سے اسی طائفے کا علاتی اور خیفی محروم ہوگا اور علاتی کی وجہ سے خیفی محروم ہوگا۔ اگر قوت قرابت میں برابر ہوں تو اولاء کی وجہ سے ترجیح ہوگی یعنی ایک طائفے کے ولد الوارث کی وجہ سے ولد غیر الوارث محروم ہوگا۔

(ج) ہر طائفے کے سہام بطون اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت اور انوثت کا اعتبار اس بطن سے ہوگا اور تعداد فروع سے معتبر ہوگی۔ جیسے:

مسئلہ ۳×۵ تص ۱۵×۷ تص ۱۰۵ — مضروب ⑤ ⑦

①	②	③	④	⑤	⑥	⑦	⑧
عمہ علّیہ	عم عینی	عم عینی	عم عینی	خالہ علّیہ	خالہ علّیہ	خال علّی	خال خیفی
			۱۰=۵×۲				۵×۱ / ۷×۵ / ۳۵
ابن	ابن	ابن	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت
م	۴	۴	۲	۵	۲۰	۱۰	م
ابن ۲	بنت ۲	بنت ۲	بنت	ابن	ابن ۲		ابن
۴	۷×۴ / ۲۸	۷×۴ / ۲۸	۷×۲ / ۱۴	۵	۲۰ + ۱۰ = ۳۰ فی ابن ۱۵		م

درج ذیل ملاحظات سامنے رکھ کر اس نقشے پر غور کیا جائے۔

(۱) کل آٹھ ورثہ ہیں جو درجہ قرابت میں برابر ہیں۔ پہلے چار طائفہ اب ہے اور آخری چار طائفہ ام ہے۔

(۲) ۳ مخرج بنا کر طائفہ اب کو ثلثان یعنی ۲ اور طائفہ ام کو ثلث یعنی ایک دیا گیا۔

(۳) طائفہ اب کے سہام فروع میں اس طرح تقسیم ہوئے کہ قوت قرابت کی وجہ سے عمہ علّیہ کا ابن محروم ہوا۔ باقی تین ابن میں سے دو کی فرع دو ہیں اور آخری کی فرع ایک ہے۔ کل پانچ ہوئے، پانچ کو مضروب بنا کر تصحیح کی گئی۔ اب مخرج ۱۵ ہوا۔ طائفہ اب کے سہام ۱۰ اور طائفہ ام کے ۵ ہو گئے۔ طائفہ اب کے ۱۰ سہام اس کی فروع میں تقسیم ہوئے۔ ان میں سے نمبر ۲ اور نمبر ۳ کو چار چار سہام ملے اس لئے کہ ان کی فرع دو، دو ہیں اور نمبر ۴ والے ابن کو ۲ ملے اس لئے کہ اس کی فرع ایک ہے پھر ہر ایک حصہ اس کی فرع کی طرف منتقل ہو گیا۔

(۴) طائفہ ام کے سہام اس طرح تقسیم ہوئے کہ قوت قرابت کا اعتبار کرتے ہوئے خال خیفی کی بنت محروم ہے۔ باقی کل سات رؤس بنتے ہیں۔ وہ اس طرح نمبر ۵ میں ایک بنت، نمبر ۶ میں ابن کی دو فروع ہیں، اس کی وجہ سے دو ابن شمار ہو گا۔ پھر "للذکر مثل حظ الانثیین" کی وجہ سے چار رؤس ہوئے اور نمبر ۷ میں بنت کے دو فروع ہونے کی وجہ سے دو شمار ہوئے۔ کل سات رؤس ہو گئے جب کہ سہام پانچ ہیں۔ اب سات کو مضروب بنا کر دوبارہ تصحیح کی گئی۔ اب طائفہ ام کے سہام ۳۵ ہو گئے۔ ان میں ۵ نمبر ۵ کو ملے اور ۲۰ نمبر ۶ کو اور

۱۰ نمبر ۷ کو ملے، پھر نمبر ۵ کے پانچ سہام اس کی فرع کی طرف منتقل ہو گئے اور نمبر ۶ اور ۷ کے (۲۰+۱۰) تیس سہام ان دونوں کی فرع میں دو ابن ہیں ان کو منتقل ہو گئے۔ ہر ایک کو ۱۵ سہام حاصل ہوئے۔

مشق نمبر ۲۰

تخریج کریں

مسـ
① زوج — بنت البنت — عمہ

مسـ
② زوج — خال عینی

مسـ
③ زوجہ — خالہ خیفیہ

مسـ
④ زوج — خال — بنت الخال

مسـ
⑤ زوج — بنت العم — ابن بنت العم

مسـ
⑥ عم علاتیہ — عم خیفیہ

مسـ
⑦ بنت الخال العینی — بنت الخال العلاتی

مسـ
⑧ بنت ابن العم العینی — بنت بنت العم العینی

مسـ
⑨ ابن بنت العم العینی — بنت ابن العم العینی

مسـ
⑩

العم العلاتی	العم العلاتی	العم العلاتی
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت

مسـ
⑪

خال خیفی	خال خیفی	خالہ عینیہ
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	بنت

مسـ
⑫

خالہ عینیہ	خالہ عینیہ	خالہ عینیہ	خالہ عینیہ
بنت	بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	ابن	بنت
ابن (۲)	بنت ۲	بنت	ابن ۴

مسـ
⑬

عم عینیہ	عم عینیہ	عم علاتیہ	خال علاتی	خال خیفی
بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
بنت	بنت	بنت	ابن	بنت

باب نمبر ۷
مناسخہ

''مناسخہ'' کا معنی یہ ہے کہ میت کا ترکہ تقسیم ہونے پہلے ورثہ میں سے کوئی شخص مر جائے اور اس کا حصہ اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ یہ صورت حال عموماً اس وقت پیش آتی ہے جب کسی کی میراث تقسیم کرنے میں تاخیر ہو جائے تو ورثہ میں سے ایک یا زیادہ وارثوں کا انتقال ہو جاتا ہے اور ان کا حصہ ان کے ورثہ میں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔

مناسخہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کا سب سے پہلے انتقال ہوا ہے اس کو ''مورث اعلیٰ'' کہتے ہیں پہلے اس کے ورثہ لکھ کر مسئلہ مکمل حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح وغیرہ جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ مناسخہ میں ہر وارث کا نام لکھنا چاہیے جس کا انتقال مورث اعلیٰ کے بعد سب سے پہلے ہوا ہے اس کے نیچے اس طرح ل نشان کھینچ دیا جائے۔

اب مورث اعلیٰ کے مسئلے کے نیچے تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر میت ثانی کے ورثہ لکھ کر اس کو بھی پورا حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد میت ثانی کو مورث اعلیٰ کے ترکہ سے جو حصہ ملا تھا وہ بائیں جانب ''مف'' کا نشان بنا کر اس کے اوپر لکھ دیا جائے۔ یہ ''مافی الید'' کا نشان ہے۔ اب دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید کی نسبت دیکھی جائے۔ یہاں چاروں نسبتوں کا قاعدہ لکھا جاتا ہے جو نسبت ہو قاعدے کے مطابق اسی کا عمل کیا جائے۔

توافق اور تداخل:

دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں توافق یا تداخل ہو تو مخرج اور مافی الید دونوں کا وفق لے لیا جائے۔ مخرج کے وفق سے پہلے مسئلے کے مخرج کو ضرب دے کر مبلغ کو مخرج کے اوپر لکھ دیا جائے۔ یہ مبلغ دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا۔ پھر اسی (دوسرے مسئلے) کے مخرج کے

وفق سے پہلے مسئلے کے تمام سہام کو ضرب دی جائے، مگر میت ثانی جس کا انتقال ہو چکا ہے۔ جس پر لا کا نشان لگا دیا گیا تھا اس کے حصے کو ضرب نہیں دی جائے گی۔ اور مافی الید کے وفق سے دوسرے مسئلے کے تمام سہام کو ضرب دی جائے۔

تباین:

اگر دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں تباین ہو تو مخرج اور مافی الید دونوں کا کل لے کر اسی طرح ضرب کا عمل کیا جائے جو اوپر لکھا گیا۔

تماثل:

اگر دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں تماثل ہو تو کسی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی پہلے مسئلے کا مخرج ہی دونوں مسئلوں کے لئے کافی ہوگا۔

پھر میت ثانی کے بعد جس وارث ہو انتقال ہوا ہے جہاں جہاں اس کا حصہ ہو وہاں حسب سابق نشان لگا دیا جائے اور میت ثالث کے ورثہ لکھ کر اس کی تخریج کی جائے، اور جہاں جہاں اس کو حصہ ملا ہوا ہے۔ وہ تمام جمع کر کے مافی الید قرار دیا جائے۔ اس کے بعد مخرج اور مافی الید میں نسبت دیکھ کر ضرب کا عمل کیا جائے۔ اب تیسرے مخرج کے وفق یا کل سے اوپر دونوں مسئلوں کے سہام کو ضرب دی جائے گی، اس کے بعد اگر اور کسی وارث کا انتقال ہوا ہو تو اسی طرح عمل کرتے جائیں۔

آخر میں "الاحیاء" کا لمبا خط کھینچ کر اس کے نیچے تمام زندہ ورثہ کے نام لکھے جائیں۔ اور ہر ایک کے سہام اس کے نام کے نیچے لکھ دیئے جائیں۔ اگر کسی کو کئی جگہ سے حصہ ملا ہو تو جمع کر کے مجموعہ لکھا جائے اور آخری مخرج جو بنا ہے اس کو "مبلغ" کا لفظ لکھ کر اس کے سامنے لکھ دیا جائے۔

مثال: (۱)

مسئلہ ۶ ______________________ مورث اعلیٰ

زوج حمید	ام (فاطمہ)	عم (خالد)
نصف	ثلث	ع
۳	۲	۱

مسئلہ ۳ ______________________ مف ③ زوج (حمید)

ابن لطیف	ابن (احمد)	ابن (عمران)
۱	۱	۱

الأحیاء مبلغ ٦

فاطمہ	خالد	لطیف	احمد	عمران	
٢	١	١	١	١	کل(٦)

یہاں میت ثانی کا مخرج اور مافی الید دونوں ٣ ہیں، تماثل ہونے کی وجہ سے ضرب کی ضرورت نہیں، پہلے مسئلے کا مخرج یعنی ٦ دونوں مسئلوں کے لئے کافی ہے۔

مثال:(٢)

مسئلہ ٦×٥ تصحیح ٣٠ — مورث اعلیٰ

زوج (حمید)	ام (فاطمہ)	عم (خالد)
٣	٥×٢ / ١٠	٥×١ / ٥

مسئلہ ٥

ابن لطیف	ابن احمد	ابن عمران	ابن عثمان	ابن حسان
٣×١ / ٣	٣×١ / ٣	٣×١ / ٣	٣×١ / ٣	٣×١ / ٣

الأحیاء مبلغ ٣٠

فاطمہ	خالد	لطیف	احمد	عمران	عثمان	حسان	
١٠	٥	٣	٣	٣	٣	٣	کل ٣٠

یہاں مافی الید اور مخرج ثانی میں تباین ہے۔ مخرج ثانی کے کل یعنی ٥ سے مخرج اوّل اور اس کے سہام کو ضرب دی گئی اور مافی الید کے کل یعنی ٣ سے میت ثانی کے سہام کو ضرب دی گئی۔

مثال:(٣)

مسئلہ ٦×٢ تصحیح ١٢ — مورث اعلیٰ

زوج (احمد)	ام (مریم)	عم (کلیم)
٣ / ١٢	٢×٢ / ٤	٢×١ / ٢

مسئلہ ٦ — احمد مف ٣

بیٹے ٦
١×٦ / ٦

الأحیاء

مریم	کلیم	٦ بیٹے
٤	٢	٦ کل میزان

یہاں ۶ اور ۳ میں تداخل ہے۔ ۶ کے وفق ۲ سے مخرج اول اور اس کے سہام کو ضرب دی گئی اور ۳ کے وفق ا سے میت ثانی کے سہام کو ضرب دی گئی۔

مثال: (۴)

مسئلہ ۲×۱۲ ۲×۲۴ تص ۹۶ — مورث اعلیٰ

زوج (احمد)	بنت (فاطمہ)	ام عائشہ	عم کریم
ربع	نصف	سدس	ع
	۲×۶	۲×۲	۲×۱
	۱۲	۴	۴×۲
			۸

مسئلہ ۶ مف ۳ — ثانی (احمد)

بنت فاطمہ	ام حمیدہ	اب کلیم
نصف	سدس	سدس
۱×۳	۱×۱	ع ۱ + ۱
۳	۴×۱	۱×۲
	۴	۴×۲
		۸

مسئلہ ۴ مف ۴ — ثالث عائشہ

زوج (خالد)	ابن سلیم
ربع	ع
۴×۱	۴×۳
۴	۱۲

مسئلہ ۴ مف ⑮ — رابع فاطمہ

زوج (لطیف)	بنت (ہندہ)	ابن (فہیم)
ربع	ع ۳	ع ۳
۱۵×۱	۱۵×۱	۱۵×۲
۱۵	۱۵	۳۰

مبلغ ۹۶ — الاحیاء

کریم	حمیدہ	کلیم	خالد	سلیم	لطیف	ہندہ	فہیم
۸	۴	۸	۴	۱۲	۱۵	۱۵	۳۰

کل میزان = ۹۶

باب نمبر ۸
حمل کا بیان

حمل کے بارے میں کئی باتیں جاننا ضروری ہیں۔

(۱) شرائط توریث حمل:

حمل کے وارث ہونے کے لئے دوشرطیں ہیں ایک یہ کہ اگر حمل مورث یعنی میت کی زوجہ حاملہ کا ہے تو اس حمل کی ولادت اتنی مدت کے اندر ہو کہ اس کا نسب مورث سے ثابت ہو سکے۔ ثبوت نسب کے قواعد کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ کتب فقہ کے ''باب ثبوت النسب'' میں اس کی تفصیل مذکور ہوتی ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حمل ماں کے پیٹ سے اکثر زندہ باہر آجائے، اکثر کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا پیدا ہو تو سینہ نکلنے تک زندہ ہو اور اگر پاؤں کی جانب سے پیدا ہو تو ناف نکلنے تک زندہ ہو۔ اگر اس سے پہلے مرجائے تو وارث نہیں ہوگا۔

(۲) ولادت کے انتظار کا حکم:

حمل کے کئی حالات ہوتے ہیں کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا۔ پھر اگر مذکر ہوگا تو اس کا حصہ اور ہوگا۔ مؤنث ہوگا تو اس کا حصہ اور ہوگا، پھر اس کے لئے حاجب ہوگا کبھی نہیں ہو گا۔ ایسے ہی حمل کے مذکر ہونے کی حالت میں دوسرے ورثہ کے سہام اور ہوں گے اور مؤنث ہونے کی حالت میں سہام اور ہوں گے۔ اگر حمل زندہ پیدا ہوا تو دوسرے ورثہ کے احکام اور ہوں گے اور اگر مردہ پیدا ہوا تو دوسرے ورثہ کا حکم اور ہوگا۔

چونکہ حمل اور اس کے ہوتے ہوئے دیگر ورثہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ تقسیم ترکہ کے لئے حمل کی ولادت کا انتظار کرلیا جائے۔ حمل کی ولادت کے بعد صحیح صورت حال سامنے آنے کے بعد ترکہ تقسیم کیا جائے۔ لیکن حنیفہ کے ہاں انتظار کرنا ورثہ پر

واجب نہیں ۔تمام ورثہ بخوشی انتظار پر راضی ہو تو بہتر ہے ورنہ کسی کو انتظار پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ورثہ انتظار پر آمادہ نہ ہوں اور وہ فوراً تقسیم چاہیں تو ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔جس کا طریقہ آگے آرہا ہے۔

توریث حمل کا طریقہ: اگر حمل کی ولادت کا انتظار کئے بغیر ترکہ تقسیم کرنا ہو تو مسئلے کی تخریج کا طریقہ کیا ہوگا؟اس سے پہلے تین اصولی باتیں ذہن نشین ہونا ضروری ہیں، پہلے وہ تین باتیں اس کے بعد تخریج کا طریقہ لکھا جاتا ہے:

(۱) حمل کی کتنی تعداد فرض کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے اس سلسلے میں ائمہ کا اختلاف ہے،خود ائمہ حنفیہ سے بھی مختلف روایات مروی ہیں۔لیکن مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ حمل کو ایک فرض کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے لیکن زندہ ورثہ سے اس بات پر کفیل لیا جائے گا کہ اگر حمل کی تعداد ایک سے زیادہ ہوئی تو ورثہ کو جو سہام ملے ہیں ان میں کمی کر کے زائد تعداد کا حصہ پورا کیا جائے گا۔

(۲) حمل کو مذکر یا مؤنث فرض کر کے دونوں صورتوں میں ترکہ تقسیم کر کے دیکھا جائے گا۔ دوصورتوں میں سے جو حالت حمل کے لئے بہتر ہو فی الحال اس کا اعتبار کر کے تقسیم کر دیا جائے گا اور حمل کا حصہ محفوظ کر لیا جائے گا۔مثلاً ذکورت یا انوثت ایک صورت میں حمل وارث بنتا ہے اور ایک میں محجوب ہوتا ہے تو اس کو وارث سمجھ کر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔اور اگر دونوں صورتوں میں وارث تو ہو مگر ذکورت یا انوثت میں سے ایک صورت میں حصہ زیادہ ہو اور دوسری صورت میں حصہ کم ہو تو جس صورت میں حصہ زیادہ بنتا ہے اس کا اعتبار کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) حمل کے علاوہ دوسرے ورثہ میں سے ہر ایک کے لئے ذکورت یا انوثت میں جس صورت میں حالت ادنیٰ ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔لہٰذا اگر ایک صورت میں وارث ہوتا ہے تو دوسری صورت میں محجوب ہوتا ہے تو محجوب قرار دے کر ترکہ تقسیم کیا جائے گا اور اگر ایک صورت میں حصہ زیادہ ہو اور دوسری صورت میں کم ہو تو فی الحال کم حصہ دے کر باقی ولادت تک محفوظ رکھا جائے گا۔

خلاصہ: تینوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حمل کو ایک فرض کر کے حمل کے لئے احسن الحالین کا دیگر ورثہ کے لئے اسوء الحالین کا اعتبار کیا جائے گا۔

تخریج کا طریقہ:

سب سے پہلے حمل کی ذکورت یا انوثت دونوں اعتبار سے مسئلہ حل کر کے عول، رد، تصحیح وغیرہ جس کی ضرورت ہو اس کا عمل کر کے ہر ایک کا حصہ معلوم کیا جائے۔

اس کے بعد باعتبار ذکورت و انوثت جو دو مسئلے بنائے گئے ہیں ان دونوں کے مخرج کو متحد کیا جائے۔ متحد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں مخرجوں میں نسبت دیکھی جائے، تداخل یا توافق ہو تو دونوں کا وفق لے لیا جائے اور اگر تباین ہو تو دونوں کا کل لے لیا جائے اور ایک مسئلہ کے کل کو (بصورت تباین) یا وفق کو (بصورت تداخل یا توافق) دوسرے مسئلے کے کل سے ضرب دی جائے، ضرب سے جو مبلغ حاصل ہوگا یہ دونوں کا مشترکہ مخرج ہوگا۔ اگر دونوں مسئلوں کے مخرج میں تماثل ہو تو ضرب کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔

اس کے بعد ہر مسئلے کے سہام کو دوسرے مسئلے کے مخرج کے وفق (بصورت تداخل و توافق) یا کل (بصورت تباین) سے ضرب دی جائے۔

اس کے بعد حمل کے علاوہ ورثہ میں سے ہر ایک کا حصہ دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں کم ہو وہ دے دیا جائے۔ باقی تمام سہام حمل کی ولادت تک محفوظ کر لئے جائیں۔

جب حمل کی ولادت ہوگی تو تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) حیًا پیدا ہوا اور مذکر ہو۔

(۲) حیًا پیدا ہوا اور مؤنث ہو۔

(۳) میتًا پیدا ہو۔

اگر حمل مذکر پیدا ہوا تو حمل کے ذکورت کے اعتبار سے جو سہام بنتے ہیں وہ اس کو دے دیئے جائیں۔ دیگر ورثہ کے بارے میں دیکھا جائے ان میں سے اگر کسی کو اتنے ہی سہام پہلے ملے تھے جو حمل کی ذکورت کے اعتبار سے ان کو ملنے تھے تو اس کے سہام پورے ہو گئے اگر اس سے کم ملے تھے تو اسکے سہام پورے کر دیئے جائیں۔

اگر حمل مؤنث پیدا ہو تو انوثت کے اعتبار سے جتنے سہام حمل کے بنتے ہیں اس کو

دے دیئے جائیں اور دیگر کے انوثت کے اعتبار سے جو سہام بنتے ہیں وہ پورے کر دیئے جائیں۔

اگر حمل میتاً پیدا ہو تو حمل کو کالعدم شمار کر کے دیکھا جائے کہ اب ہر ایک کا حصہ کتنا بنتا ہے؟ پھر سابقہ مخرج جو دونوں مخرجوں کو متحد کر کے بنایا گیا تھا اس مخرج میں سے وہ حصہ پورا کر دیا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے:

مسئلہ ۲۴×۳ / ۷۲×۳ تصحیح ۲۱۶

باعتبار ذکورتِ حمل

زوجہ	بنت	حمل (ابن)	ام	اب
ثمن	ع		سدس	سدس
۳	۱۳		۴	۴
۳×	۳×		۳×	۳×
۹	۳۹		۱۲	۱۲
۳×	۱۳ ×۳	۲۶ ×۳	۳×	۳×
۲۷	۳۹	۷۸	۳۶	۳۶

مسئلہ ۲۴ / ۲۷

باعتبار انوثتِ حمل

زوجہ	بنت	حمل (بنت)	ام	اب
ثمن	ثلثان		سدس	سدس
	۱۶			ع
۳	۸	۸	۴	۴
۸×	۸×	۸×	۸×	۸×
۲۴	۶۴	۶۴	۳۲	۳۲

فی الحال ہر وارث کو اقل حصہ دے کر باقی ولادت تک موقوف کر دیا جائے گا۔ لہٰذا زوجہ کو ۲۴، بنت کو ۳۹، ام کو ۳۲ اور اب کو ۳۲ سہام دیئے جائیں گے۔ باقی ۸۹ سہام موقوف رکھے جائیں۔ پھر اگر حمل مذکر پیدا ہو تو ۷۸ سہام اس کو دیئے جائیں گے۔ حمل کی ذکورت میں زوجہ ۲۷ سہام کی مستحق ہوگی۔ پہلے اس کو ۲۴ ملے تھے مزید ۳ سہام دے کر اس کے

۲۷ سہام پورے کر دیئے جائیں گے۔ بنت ۳۹ سہام کی مستحق ہے جو اس کو مل چکے ہیں۔ ام اور اب دونوں بصورت ذکورت حمل ۳۶ سہام کے مستحق ہیں جب کہ ۳۲ ملے تھے، لہٰذا چار، چار سہام ان کو مزید دیئے جائیں گے۔ اب موقوفہ سہام اس طرح پورے ہو گئے۔

حمل	زوجہ	ام	اب	مجموعہ میزان
۷۸ +	۳ +	۴ +	۴	۸۹

اگر حمل مؤنث پیدا ہوا تو ۲۴ سہام اس کو دیئے جائیں گے۔ حمل کے مؤنث ہونے کی صورت میں زوجہ ۲۴ سہام کی اور ام اور اب ۳۲ سہام کے مستحق ہیں اور ان تینوں کو اتنے سہام مل چکے ہیں۔ بنت ۶۴ کی مستحق ہے، جب کہ اس کو ۳۹ ملے ہیں لہٰذا ۶۴ سہام پورے کرنے کے لئے اس کو ۲۵ سہام اور دیئے جائیں گے۔ اب ۸۹ موقوفہ سہام کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے۔

حمل	بنت	میزان
۲۴ ×	۲۵ =	۸۹

اگر حمل مردہ پیدا ہوا تو سہام اس طرح تقسیم ہوں گے۔

زوجہ: ۲۱۶ ÷ ۸ = ۲۷

بنت: ۲۱۶ ÷ ۲ = ۱۰۸

ام: ۲۱۶ ÷ ۶ = ۳۶

اب: ۲۱۶ ÷ ۶ = ۳۶

مجموعہ: ۲۰۷

بقایا: ۹ یہ باپ کو عصوبت کی وجہ سے ملیں گے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حمل کے مردہ ہونے کی حالت میں زوجہ ثمن کی ہی مستحق ہے۔ مخرج یعنی ۲۱۶ کو ۸ پر تقسیم کرنے سے ثمن نکل آیا جو کہ ۲۷ سہام ہیں۔ بنت چونکہ ایک رہ گئی

ہے وہ نصف کی مستحق ہے ۲۱۶ کو ۲ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸ نصف ہوا۔ ام اور اب سدس کے مستحق ہیں۔ ۲۱۶ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے سدس ۳۶ ظاہر ہوا۔ اس طرح ۹ سہام باقی بچے جو عصبہ ہونے کی وجہ سے اب کو مل گئے۔

مثالِ (۲): بطور نمونہ کے ایک مثال اور حل کی جاتی ہے۔ تمرین میں دیئے گئے سوالات اسی نمونہ کے مطابق کئے جائیں۔

سوال: میت نے زوجہ حاملہ، ام اور اب کو چھوڑا۔

جواب: زوجہ ۲۴

زوجہ ۲۴	حاملہ (ابن)	ام	اب	
ثمن	ع	سدس	سدس	بصورت ذکورتِ حمل
۳	۱۳	۴	۴	

زوجہ ۲۴	حمل (بنت)	ام	اب	
ثمن	نصف	سدس	ع ۴ ۱ ــــ ۵	بصورت انوثتِ حمل
۳	۱۲	۴		

فی الحال: زوجہ		ام		اب		کل	موقوفہ سہام
۳	+	۴	+	۴	=	۱۱	۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت ذکورتِ حمل: حمل

۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ انوثتِ حمل:

حمل		اب		میزان
۱۲	+	۱	=	۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ موت:

زوجہ کے لئے ربع	۲۴	÷	۴	=	٦
ام کے لئے سدس	۲۴	÷	٦	=	۴
اب کے لئے سدس	۲۴	÷	۴	=	٦
مجموعہ:			۱۴		
بقایا:			۱۰		اب کو عصوبۃ کی وجہ سے ملیں گے۔

مشق نمبر ۲۱

(۱) میت نے ایک بھائی، ایک بہن، حاملہ ماں اور باپ کو چھوڑا۔

(۲) میت نے زوجہ، بنت الابن، بیٹے کی حاملہ بیوی (بہو) اور ام کو چھوڑا۔

(۳) میت نے حقیقی بھائی، اب، حاملہ ماں کو چھوڑا۔ لیکن ماں میت کے باپ کے علاوہ دوسرے شخص سے حاملہ ہے۔

(۴) میت نے زوجہ، بیٹے کی حاملہ بیوی اور اخت عینیہ کو چھوڑا۔

(۵) میت نے حاملہ بیوی، بنت اور ام کو چھوڑا۔

(٦) میت نے حاملہ بیوی، بنت الابن اور حاملہ ماں کو چھوڑا، لیکن ماں میت کے باپ کے علاوہ سے حاملہ ہے۔

(۷) میت نے چچا، بھائی کی حاملہ بیوی، بنت اور ام کو چھوڑا۔

ایک ضروری وضاحت:

حمل کی موت کی صورت میں تقسیم سہام کا جو طریقہ لکھا گیا ہے۔ اس پر عمل اس صورت میں آسان ہے جب کہ مسئلے میں عول یا رد نہ ہو۔ اگر مسئلے میں عول یا رد ہو تو اس پر عمل مشکل ہے۔ اس لئے کہ عول کی صورت میں ذوی الفروض کو پورا حصہ نہیں مل رہا ہوتا۔ بلکہ ہر ایک کے حصے

میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے اور رد کی صورت میں ہر ایک کے حصے میں کچھ اضافہ ہو جاتا ہے۔

مثال (۱):

مسـ ۸×۴ تصـ ۳۲ باقی ۷ ۴

زوجہ	بنت	ام
ثمن	نصف	سدس
۱۴	۷×۳	۷×۱
۴	۲۱	۷

اس مثال میں حمل کو میت شمار کرتے ہوئے کالعدم قرار دے کر مسئلہ حل کریں تو رد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ رد کی وجہ سے بنت کو نصف سے زائد مل رہا ہے اس لئے کہ ۳۲ کا نصف ۱۶ ہے جب کہ اس کو ۳۲ میں سے ۲۱ سہام مل رہے ہیں۔ ایسے ہی ام کو سدس سے زائد مل رہا ہے۔ اس لئے ۳۲ کا سدس ۳۳ء۵ تقریباً ہے جب کہ اس کو ۳۲ سہام ملے ہیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ حمل کی موت کی صورت میں بنت کو مخرج کا نصف اور ام کو مخرج کا سدس نہیں دیا جا سکتا۔

مثال (۲)

مسـ ۱۲/۱۳

زوج	بنت	بنت	ام
ربع	ثلثان		سدس
۳	۸		۲

یہاں حمل کی عدم موجودگی میں بھی مسئلے میں عول ہے۔ اب زوج کو ۱۳ میں سے ۳ سہام مل رہے ہیں جو کہ ربع سے کم ہے اور دونوں بنات کو ۱۳ میں سے ۸ سہام مل رہے ہیں جو کہ ثلثان سے کم ہے اور اسی طرح ام کو ۱۳ سہام میں سے ۲ سہام مل رہے ہیں جو کہ سدس سے کم ہے اب عول کی صورت میں بھی یہی مشکل ہے کہ زوج کو مخرج کا ربع اور بنات کو مخرج کا ثلثان اور ام کو مخرج کا سدس نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے کہ ان سب کا حصہ کم ہو چکا ہے۔

اس سے اتنی بات واضح ہوگئی کہ رد یا عول کی صورت میں بصورت موتِ حمل، حمل کے

علاوہ باقی ورثہ کے سہام نکالنا عامی کے لئے مشکل ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں درج ذیل طریقے سے مسئلہ حل کیا جائے تو بہتر ہے۔

تین طرح مسئلہ حل کیا جائے۔ ایک بصورت ذکورت حمل۔ دوسرا بصورت انوثت حمل اور تیسرا بصورت موت حمل۔ پھر مناسخہ کے طریقے کے مطابق تینوں کا مخرج متحد کرلیا جائے ہر ایک کو تینوں میں سے اقل دے دیا جائے اور باقی سہام موقوف رکھے جائیں۔ پھر جو صورت ظاہر ہو اسی کے مطابق عمل کرلیا جائے۔

اب مذکورہ مثال کو بطور نمونہ کے حل کیا جاتا ہے۔

مثال:

بصورت انوثتِ حمل — مسئلہ ۸×۵×۱۸ / ۴۰×۱۸ / ۷۲۰×۴ تصـ ۲۸۸۰

زوجہ	بنت	حمل (بنت)	ام
ثمن	ثلثان		سدس
۱×۵	۷×۴		
۵×۱۸	۲۸		
۹۰×۴	۱۴×۱۸		
۳۶۰	۲۵۲×۴		
	۱۰۰۸		

بصورت ذکورتِ حمل — مسئلہ ۲۴×۳ تصـ ۷۲ — مضروب ۳

زوجہ	بنت	حمل (ابن)	ام
ثمن	ع		سدس
۳×۳	۳۴×۱۰	۱۷×۳	۴×۳
۹×۱۰	۳۴۰×۴	۵۱	۱۲×۱۰
۹×۴	۱۳۶۰		۱۲۰×۴
۳۶۰			۴۸۰

بصورت موت حمل — مسئلہ ۸×۴ تصـ ۳۲ باقی — مضروب ۴

زوجہ	بنت	ام
۱×۴	۳×۷	۱×۷
۴×۹	۹×۲۱	۷×۹۰
۳۶۰	۱۸۹۰	۶۳۰

فی الحال تقسیم:

زوجہ	بنت	ام	کل تقسیم شدہ سہام	موقوفہ سہام
۳۶۰	۶۸۰	۴۸۰	۱۵۲۰	۱۳۶۰

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ ذکورت:

حمل: ۱۳۶۰ تمام موقوفہ سہام حمل کو مل گئے اور

دیگر ورثہ کے سہام پہلے ہی مکمل وصول ہو چکے ہیں۔

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت انوثت:

حمل	بنت	ام		
۱۰۰۸	۳۲۸	۲۴	=	۱۳۶۰

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت موت حمل

بنت	ام		
۱۲۱۰	۱۵۰	=	۱۳۶۰

باب نمبر ۹

مفقود کا بیان

مفقود سے مراد ایسا غائب شخص ہے جس کی موت وحیات کا علم نہ ہو۔ مفقود کے تین احکام قابل غور ہیں:

(۱) مفقود کی زوجہ کے احکام یہاں اس کی تفصیل کا محل نہیں۔ اس کے لئے کتب فقہ، خصوصاً حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کی کتاب ''حیلہ ناجزہ'' کی طرف مراجعت کی جائے۔

(۲) مفقود کے اپنے مال کے احکام۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ مفقود کو اپنے مال کے حق میں زندہ سمجھا جائے گا۔ جب تک دو باتوں میں سے ایک بات نہ پائی جائے یا اس کی موت بینہ سے ثابت ہوجائے یا مفقود کی عمر نوے برس ہو جائے ان دونوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے تک مفقود کو اپنے مال کے حق میں زندہ قرار دینے کا ایک ثمرہ یہ بھی ہوگا کہ اس کا ترکہ اس کے ورثہ میں فی الحال تقسیم نہیں ہوگا۔ جب اس کی موت ثابت ہوجائے گی یا اس کی عمر نوے برس ہوجائے گی اس وقت اس کی موت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس وقت اس کے جو ورثہ زندہ ہوں گے ان میں ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ موت کا فیصلہ ہونے سے پہلے جو ورثہ انتقال کر گئے ہیں وہ وارث نہیں ہوں گے۔

(۳) دوسروں کے اموال کے بارے میں مفقود کا حکم۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ دوسروں کے اموال کے بارے میں مفقود کو میت شمار کیا جائے گا۔ لہٰذا اس کے اقارب میں سے کسی کا انتقال ہو تو وہ وارث نہیں ہوگا۔ لیکن مفقود کی موت کا چونکہ علم نہیں۔ اس لئے یہ احتمام بھی موجود

ہے کہ مفقود واپس آجائے اس صورت میں وہ اپنے حصے کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا جن لوگوں کا مفقود وارث ہوسکتا ہے ان کا ترکہ تقسیم کرتے ہوئے مفقود کا حصہ اس کی عمر نوے برس ہونے تک موقوف رکھا جائے گا۔ اس کی تخریج کا طریقہ درج ذیل ہے:

مفقود کے ہوتے ہوئے تخریج کا طریقہ:

میت کے ورثہ میں سے کوئی وارث مفقود ہو تو تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ مفقود کے زندہ یا میت ہونے کے اعتبار سے دو مسئلے بنائے جائیں۔ اور ہر مسئلہ مکمل حل کرلیا جائے۔ تصحیح، رد، عول وغیرہ جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد حمل کے بیان میں بتائے گئے طریقے کے مطابق دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کرلیا جائے۔ مفقود کے علاوہ ہر وارث کو دونوں حصوں میں سے اقل دے کر باقی محفوظ کرلیا جائے۔

اب مفقود کی چار حالتیں ہوسکتی ہیں:

(۱) اگر مفقود کی حیات ظاہر ہوگئی تو وہ اپنا حصہ لے لے گا اور مفقود کی حیات کی صورت میں دوسرے ورثہ میں سے جن کو اقل حصہ ملا تھا وہ پورا کردیا جائے۔

(۲) اگر یہ ثابت ہوگیا کہ مفقود کی موت واقع ہوچکی ہے اور اس کی موت مورث کی موت کے بعد ہوئے تو بھی مفقود اپنے حصے کا مستحق ہے اور اس کا حصہ اس کے ورثہ کی طرف منتقل کردیا جائے گا اور دیگر ورثہ کے سہام جو بصورت حیات مفقود بنتے ہیں وہ مکمل کردیئے جائیں گے۔

(۳) یہ ثابت ہوگیا کہ مفقود مورث سے پہلے مرچکا ہے۔

(۴) یا اس کی موت وحیات کا علم نہیں ہوا، لیکن مفقود کی عمر نوے برس ہونے کی وجہ سے اس کی موت کا حکم لگادیا گیا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں موقوفہ سہام دوسرے ورثہ پر تقسیم کردیئے جائیں گے جس کا طریقہ یہ ہے کہ مفقود کی موت کی صورت میں ہر وارث کا جو حصہ بنتا ہے اگر وہ مل گیا تو ٹھیک ورنہ اس کا حصہ پورا کردیا جائے گا۔

مثال (۱): مسئلہ ۲×۴ تصح ۸×۷ تصح ۵۶

مضروب ④

	زوجہ	اختِ عینیہ ۲		اخ عینی (مفقود)
بصورت حیاتِ مفقود	نصف		ع	
	۴×۱	۲	۴×۱	۲
	۴	۷×	۴	۷×
	۷	۱۴		۱۴
	۲۸			

مسئلہ ۶ / ۷

	زوجہ	اختِ عینیہ
بصورتِ موت مفقود	نصف	ثلثان
	۳	۴
	۸×	۸×
	۲۴	۳۲

فی الحال زوجہ کو ۲۴ اور دونوں بہنوں کو ۱۴ سہام دیئے جائیں گے اور باقی ۱۸ سہام موقوف رکھیں جائیں گے۔ اگر مفقود اخِ عینی واپس آ گیا مورث کی موت کے بعد اس کی موت ظاہر ہوگئی تو ۱۴ سہام وہ لے گا اور حیاتِ مفقود کی صورت میں زوجہ ۲۸ سہام کی مستحق ہے جب کہ اس کو ۲۴ سہام ملے تھے، اس لئے اس کے ۲۸ سہام پورے کرنے کے لئے اس کو ۴ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح ۱۸ موقوفہ سہام تقسیم ہو جائیں گے۔

اگر مفقود کی موت کا حکم لگا دیا گیا تو بصورت موت مفقود زوجہ کے ۲۴ سہام بنتے ہیں جو اس کو مل چکے ہیں۔ دو بہنوں کو ۳۲ سہام بنتے ہیں جب کہ ان کو ۱۴ سہام ملے تھے۔ موقوفہ ۱۸ سہام ان کے دینے سے ان سے ۳۲ سہام پورے ہو جائیں گے۔

مثال (۲): مسئلہ ۱۲×۳ / ۳۶×۱ / ۳۶

مضروب ③

	زوج	بنت		ابن (مفقود)	اب
بصورت حیات مفقود	ربع	۷	ع	۱۴	سدس
	۳		۷		۲
	۳×		۳×		۳×
	۹		۲۱		۶

مسئلہ ۱۲

زوج	بنت	اب	
ربع	نصف	سدس	بصورت موت مفقود
۳	۳	ع	
۳×	۶×	۲	
۹	۱۸	۱×	
		۳	
		۳×	
		۹	

فی الحال:

زوج= ۹، بنت= ۷ ،اب=۶ ، موقوفہ سہام=۱۴

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ حیات مفقود: مفقود=۱۴

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ موت مفقود: مجموعہ

بنت ، اب مجموعہ

۱۱ ۳ = ۱۴

مشق نمبر ۲۲

تخریج کریں:

مسئلہ

① زوج اخ عینی اخ عینی(مفقود) ام

مسئلہ

۲ زوج اخ خیفی اخت خیفیہ اب(مفقود) جد

مسئلہ

۳ زوجہ ابن(مفقود) اخ خیفی اب

مسئلہ

۴ زوجہ بنت ابن(مفقود) اخت عینیہ اب

مسئلہ

۵ زوج بنت ابن(مفقود) بنت الابن ام

باب نمبر ۱۰

خنثیٰ کا بیان

(۱) خنثیٰ کی توریث:

خنثیٰ کے بارے میں علامات میں غور کر کے اس کو مذکر یا مؤنث قرار دیا جاتا ہے۔ علامات کی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔ اگر علامات سے اسکے مذکر ہونے کا فیصلہ ہو تو مذکر والا حصہ لے گا۔ مؤنث ہونے کا فیصلہ ہو تو مؤنث والا حصہ ملے گا۔ اگر علامات سے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ نہ ہو سکے تو اس کو ''خنثیٰ مشکل'' کہتے ہیں۔ اس کا میراث میں حکم یہ ہے کہ اس کو ''اسوء الحالین'' دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو مذکر اور مؤنث فرض کر کے دونوں طرح مسئلہ بنایا جائے پھر حمل میں مذکورہ طریقے کے مطابق دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کر لیا جائے اسکے بعد جس صورت میں خنثیٰ کا حصہ کم بنتا ہو اس کے مطابق حصے جاری کر دیئے جائیں۔

یاد رہے کہ خنثیٰ اب، جد، ام، جدہ، زوج یا زوجہ نہیں ہو سکتا۔

مثال (۱): مسئلہ ۲

زوج	اخت عینیہ	علاتی خنثیٰ (اخ علاتی)
نصف	نصف	ع
۱	۱	م

مسئلہ ۶/۷

زوج	اخت عینیہ	علاتی خنثیٰ (اخت علاتیہ)
نصف	نصف	سدس
۳	۳	۱

اس صورت میں مذکر ہونے کی صورت میں محروم اور مؤنث ہونے کی صورت میں وارث ہے لہٰذا مذکر فرض کیا جائے گا۔

مثال (۲):

مسئلہ ۲

ولد العم خنثیٰ (ولد العم)	ابن العم
۱	۱

مسئلہ ۱

ولد العم خنثیٰ (بنت العم)	ابن العم
م	۱

اس صورت میں عورت ہونے کی صورت میں محروم اور مذکر ہونے کی صورت میں وارث ہے۔ لہٰذا مؤنث فرض کیا جائے گا۔

مثال (۳)

مسئلہ ۶×۴ تھ ۲۴

زوج	اخت خیفیہ	خنثیٰ (اخ علاتی)	ام
نصف	سدس	ع	سدس ۱
۳	۱	۱	۱
×۴	×۴	×۴	×۴
۱۲	۴	۴	۴

مسئلہ ۶/۸

زوج	اخت خیفیہ	خنثیٰ (اخت علاتیہ)	ام
نصف	سدس	نصف	سدس
۳	۱	۳	۱
×۳	×۳	×۳	×۳
۹	۳	۹	۳

یہاں بصورت ذکورت خنثیٰ کو ۴ سہام ملتے ہیں اور بصورت انوثت خنثیٰ کو ۹ سہام ملتے ہیں، اس لئے مذکر فرض کر کے پہلے مسئلے کے مطابق سہام تقسیم کئے جائیں گے۔

ضمیمہ

۱.....مقاسمۃ الجد

۲.....مخارج

۳.....تقسیم ترکہ کا طریقہ

۴.....جن کا وقت وفات معلوم نہ ہو ان کی توریث

مقاسمۃ الجد:

کسی مسئلے میں جد اور بہن، بھائی جمع ہو جائیں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اتنی بات پر اجماع ہے کہ بہن یا بھائی خیفی ہوں تو وہ جد کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں، حقیقی بھائی، بہن یا علاتی بھائی، بہن اور جد موجود ہوں تو اس صورت میں بنیادی طور پر دو قول ہیں۔

(۱) امام ابوحنیفہ کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی، بہن بھی جد کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں جد وارث ہوگا اور حقیقی اور علاتی بھائی بہن وارث نہیں ہوں گے۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابوبکر اور دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی مسلک ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی، بہن جد کی وجہ سے محجوب نہیں ہوتے، جد کے ہوتے ہوئے حقیقی اور علاتی بھائی، بہن وارث ہوتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ مقاسمۃ الجد کے قائل نہیں ہیں، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین مقاسمۃ الجد کے قائل ہیں۔

جو حضرات جد کے ہوتے ہوئے حقیقی اور علاتی بھائی، بہن کی توریث کے قائل ہیں۔ ان کا آپس میں توریث کے طریقے میں اختلاف ہے۔ توریث کے طریقے میں تین مذاہب ہیں ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ دوسرا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا، تیسرا حضرت زید

بن ثابت رضی اللہ عنہ کا۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا عمل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہے اس لئے یہاں تینوں طریقوں کی تفصیل نہیں لکھی جائے گی۔ بلکہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب کی تفصیل پر اکتفا کیا جائے گا۔

جد اور حقیقی یا علاتی بھائی، بہنوں کے جمع ہونے کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں:

(۱) جد کے ساتھ صرف حقیقی یا علاتی بھائی یا بہن ہو ذوی الفروض میں سے اور کوئی نہ ہو۔

(۲) جد کے ساتھ حقیقی یا علاتی بھائی یا بہن کے علاوہ ذوی الفروض میں سے اور وارث بھی موجود ہوں۔

اگر ذوی الفروض میں سے کوئی اور وارث نہ ہو تو جد اور بھائی، بہن دونوں کو وارث بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دو طرح مسئلہ حل کیا جائے گا۔ ایک مسئلے میں جد کو ایک بھائی فرض کر کے میراث تقسیم کی جائے گی، جد کو ایک بھائی فرض کر کے میراث تقسیم کرنا اس کو "مقاسمۃ الجد" کہا جاتا ہے۔ دوسرے مسئلے میں جد کو ثلث دے کر باقی بھائی، بہن کو دیا جائے گا۔

پھر حمل کے بیان میں دو مسئلوں کا مخرج متحد ہونے کو جو طریقہ لکھا گیا ہے اس طریقے کے مطابق مخرج متحد کر لیا جائے۔ دونوں مسئلوں میں سے جس مسئلے میں جد کا حصہ زیادہ بنتا ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ حاصل یہ کہ دیگر ذوی الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں جد کو مقاسمہ اور ثلث میں سے جو اس کے لئے بہتر ہو وہ دیا جائے گا۔ جیسے:

(۱)	جد (کاخ)	اخ حقیقی	اخ حقیقی	اخ حقیقی
باعتبار مقاسمہ	۱×۹ / ۹	۱×۹ / ۹	۱×۹ / ۹	۱×۹ / ۹

مسئلہ ۳×۳ تصح ۹ — مضروب ۳

باعتبار ثلث	اخ حقیقی	اخ حقیقی	اخ حقیقی	جد (ثلث)
		۲×۳ = ۶		۱×۳
				۳×۴ = ۱۲
	۲×۴ = ۸	۲×۴ = ۸	۲×۴ = ۸	۱۲

اس صورت میں مقاسمہ کے اعتبار سے جد کو ۳۶ میں سے ۹ ملتے ہیں اور ثلث کے اعتبار سے ۳۶ میں سے ۱۲ ملتے ہیں۔ لہٰذا ثلث کا اعتبار کرتے ہوئے ۳۶ میں سے ۱۲ جد کو آٹھ آٹھ حصے ہر بھائی کو دیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۳×۲ تصح ۶

باعتبار مقاسمہ	اخ	جد (کاخ)
	۱×۳ = ۳	۱×۳ = ۳

مسئلہ ۳

باعتبار ثلث	اخ	جد (ثلث)
	۲×۲ = ۴	۱×۲ = ۲

یہاں مقاسمہ کے اعتبار سے ۶ میں سے ۳ حصے جد کو ملتے ہیں اور ثلث کے اعتبار سے ۶ میں سے ۲ حصے ملتے ہیں، یہاں جد کو ایک بھائی فرض کر کے ۶ میں سے ۳ جد کو باقی ۳ بھائی کو دیئے جائیں گے۔

اگر جد اور بھائی، بہن کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی موجود ہو تو بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں:

(۱) ذوی الفروض کا حصہ نکالنے کے بعد کل ترکے کے سدس سے زیادہ بچ رہا ہو۔

(۲) ذوی الفروض کا حصہ نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ نہ بچ رہا ہو۔ اس کی تین صورتیں ہیں (۱) سدس بچے گا (۲) سدس سے کم بچے گا (۳) کچھ بھی نہ بچ رہا ہو۔

اگر ذوی الفروض کا حصہ نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ بچ رہا ہو تو اس صورت میں جد کو تین امور میں سے جو افضل ہو وہ دیا جائے گا۔ وہ تین امور یہ ہیں:

(۱) مقاسمہ، یعنی جد کو ایک بھائی تصور کر کے میراث تقسیم کرنا۔

(۲) ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا ثلث جد کو دیا جائے۔

(۳) جد کو کل ترکے کا سدس دیا جائے۔

حاصل یہ کہ مقاسمہ، ثلث الباقی اور سدس جمیع المال میں سے جو جد کے لئے زیادہ ہو وہ دیا جائے گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین طرح مسئلہ حل کیا جائے۔ ایک میں جد کو سدس دیا جائے، دوسرے میں جد کو ایک بھائی فرض کیا جائے تیسرے میں جد کو ثلث الباقی دیا جائے پھر تینوں مسئلوں کا مخرج مناسخہ کے طریقے کے مطابق متحد کر لیا جائے اور جس مسئلے میں جد کو زیادہ ملتا ہو اس پر عمل کر لیا جائے۔

اب یہاں تین مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک مقاسمہ کے افضل ہونے کی، دوسری ثلث الباقی کے افضل ہونے کی اور تیسری جمیع المال کے افضل ہونے کی لیکن مثالوں کے ذکر کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد جد کو باقی کا ثلث دینے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذوی الفروض کے سہام کے مطابق مخرج بنا لیا جائے اور اس میں سے ذوی الفروض کے سہام بھی نکال لئے جائیں۔ جد اور بھائیوں کو تین افراد کا ایک طائفہ شمار کر کے باقی تمام سہام ان کے نیچے مشترکہ لکھ دیئے جائیں۔ اگر باقی سہام ۳ پر تقسیم ہو جائیں تو ۳ پر تقسیم کر کے ایک تہائی جد اور دو تہائی بھائیوں کو دے دیا جائے اگر باقی سہام ۳ پر تقسیم نہ ہوتے ہو تو ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کر لیا جائے۔

مثلاً: مسئلہ ۶ × ۳ تصـ ۱۸ — مضروب ۳

جدہ	جد	②	اخ
سدس			
۱ × ۳	۵	۵ × ۳	
۳		۱۵	۱۰

اب اصل مسئلے کی تین مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

مثال(۱):

مسئلہ ۶×۳ / ۱۸×۲ / ۳۶

جدہ	جد	اخ	
سدس	سدس	سدس	باعتبار سدس جمیع المال للجد →
۳ X ۱	۳ X ۱	۳ X ۴	
۲ X ۳	۲ X ۳	۲ X ۱۲	
۶	۶	۲۴	

مثال(۲)

مسئلہ ۲ X ۳ تصح ۶

ابن	خنثیٰ (ابن)
۱	۱
۳ X	۳ X
۳	۳

مسئلہ ۳

ابن	خنثیٰ (بنت)
۲	۱
۲ X	۲ X
۴	۲

یہاں بصورت انوثت ۲ سہام اور بصورت ذکورت ۳ سہام ملتے ہیں، اس لئے مؤنث فرض کرکے دوسرے مسئلے کے مطابق سہام تقسیم کیے جائیں گے۔

مسئلہ ۶ X ۳ تصح ۱۸

جدہ	جد		اخ	
سدس	ثلث الباقی		ثلث الباقی	باعتبار ثلث الباقی للجد
۳ X ۱				
۱ X ۳	۱ X ۵	۳ X ۵	۱ X ۱۰	
۲ X ۳	۲ X ۵	۱۵	۲ X ۱۰	→
۶	۱۰		۲۰	

مسئلہ ۶ × ۲ تصر ۱۲

	جدہ	جد (کاخ)		اخ	
	سدس				باعتبار مقاسمۃ الجد
	۱ × ۲	۵ × ۳	۵ × ۳	۵ × ۳	
	۶	۱۵	۱۵	۱۵	←

پہلے مسئلے کے مخرج ۶ اور دوسرے مسئلے کے مخرج (۱۸) میں تداخل ہے۔ عاد اعظم ۶ ہے۔ ۱۸ کے وفق ۳ کو ۶ میں ضرب دیا تو دونوں کا مخرج متحد ۱۸ ہو گیا۔ پہلے مسئلے کے سہام ۱۸ کے وفق ۳ سے ضرب دی گئی اور دوسرے مسئلے کے سہام کو ۶ کے وفق "ایک" سے ضرب دی گئی۔ پھر پہلے اور دوسرے مسئلوں کے متحد مخروج "۱۸" اور تیسرے مسئلے کے مخرج "۱۲" میں توافق ہے۔ ۶ عاد اعظم ہے۔ ۱۲ کے وفق ۲ کو ۱۸ میں ضرب دی گئی تو تینوں مسئلوں کا متحد مخرج ۳۶ ہو گیا۔ پہلے، دوسرے مسئلے کے سہام کو ۱۲ کے وفق "۲" سے ضرب دی گئی اور تیسرے مسئلے کے سہام کو ۱۸ کے وفق "۳" سے ضرب دی گئی۔

اس مثال میں جد کو باعتبار سدس کے ۳۸ میں سے (۶) باعتبار ثلث الباقی کے ۳۶ میں سے (۱۰) اور باعتبار مقاسمہ کے ۳۶ میں سے (۱۵) ملتے ہیں۔ ۱۵ افضل الامور الثلاثہ ہے اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے ۳۶ میں سے ۶ جدہ کو ۱۵ جد کو اور ۱۵ اخ کو ملیں گے یہ مقاسمہ کے افضل ہونے کی مثال ہے۔

مثال (۲):

مسئلہ ۳ X ۶ تصح ۱۸ X ۱۱ تصح ۱۹۸

ام	جد	۱۰ بھائی	
سدس	سدس	باقی	باعتبار سدس جمیع المال للجد
۳ X ۱	۳ X ۱	۳ X ۴	
۱۱ X ۳	۱۱ X ۳	۱۱ X ۱۲	
۳۳	۳۳	۱۳۲	

مسئلہ ۳ X ۶ تصح ۱۸

ام	جد		۱۰ بھائی	
سدس	ثلث الباقی		ثلثا الباقی	باعتبار ثلث الباقی للجد
۳ X ۱	۱ X ۵	۳ X ۵		
۱ X ۳	۱۱ X ۵	۱۵	۱ X ۱۰	
۱۱ X ۳	۵۵		۱۱ X ۱۰	
۳۳			۱۱۰	

مسئلہ ۶ X ۱۱ تصح ۶۶

ام	جد (کاخ)	(۱۱)	۱۰ بھائی	
سدس		۱۱ X ۵		باعتبار مقاسمۃ الجد
۱۱ X ۱	۳ X ۵	۵۵	۳ X ۵۰	
۱۱ X ۳	۱۵		۱۵۰	
۳۳				

اس مثال میں جد کو سدس جمیع المال دیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۳۳ سہام ملیں گے۔ ثلث الباقی دیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۵۵ سہام ملیں گے۔ اور مقاسمہ کیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۱۵ سہام ملیں گے، ان میں سے ثلث الباقی افضل ہے، لہٰذا اس پر عمل کرتے ہوئے جد کو ۵۵، ام کو ۳۳ اور دس بھائیوں کو ۱۱۰ سہام دیئے جائیں گے۔

مثال: ۳

مسئلہ ۲۴×۳ تصحیح ۷۲ ×۲ تصحیح ۱۴۴

زوجہ	بنات ۲	جد	اخ	
ثمن	ثلثان	سدس	باقی	باعتبار سدس للجد
۳×۳	۱۶×۳	۴×۳	۱×۳	
۹×۲	۴۸×۲	۱۲×۲	۳×۲	
۱۸	۹۶	۲۴	۶	

مسئلہ ۲۴×۳ تصحیح ۷۲

زوجہ	بنات ۲	جد		اخ	
ثمن	ثلثان الباقی	ثلث		ثلث الباقی	باعتبار ثلث الباقی للجد
۳×۳	۱۶×۱	۵×۱	۵×۳	۱۰×۱	
۹×۱	۴۸×۱	۵×۲	۱۵	۱۰×۲	
۹×۲	۴۸×۲	۱۰		۲۰	
۱۸	۹۶				

مسئلہ ۲۴×۳ تصحیح ۴۸

زوجہ	بنات ۲	جد (کاخ)		اخ	
ثمن	ثلثان		باقی		باعتبار مقاسمۃ الجد
۳×۲	۱۶×۲	۵×۳	۵×۲	۵×۳	
۶×۳	۳۲×۳	۱۵	۱۰	۱۵	
۱۸	۹۶				

اس مثال میں جد کو سدس دیا جائے تو ۱۴۴ میں سے ۲۴ سہام ملیں گے۔ ثلث الباقی دیا جائے تو ۱۰ سہام ملیں گے اور مقاسمہ کیا جائے تو ۱۵ سہام ملیں گے۔ ان میں سے سدس افضل ہے۔ لہٰذا اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے ۲۴ جد کو، ۱۸ زوجہ کو، ۹۶ بنات کو اور ۶ بھائی کو ملیں گے۔

یہ تمام تفصیل اس صورت میں ہے جب ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ بچ رہا ہو۔ اگر ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ نہ بچ رہا ہو تو تین صورتیں ہیں۔ ہر صورت کا حکم الگ ہے۔

(۱) جد اور بہن، بھائیوں کے علاوہ ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس بچ رہا ہو۔ اس صورت میں جد کو سدس دیا جائے گا اور بہن بھائی محروم ہوں گے، مثلاً:

مسئلہ ۶

زوج	ام	جد	اخ
نصف	ثلث	۱	م
۳	۲		

(۲) ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے کم بچ رہا ہو۔ اس صورت میں جد کو سدس دیا جائے گا اور چونکہ مخرج میں سدس کی گنجائش نہیں۔ اس لئے جد کو سدس دے کر عول کر کے مخرج کو بڑھا جائے گا اور بہن یا بھائی محروم ہوں گے۔

مثلاً

مسئلہ ۱۲ عول ۱۳

زوج	بنت	ام	جد	اخ
ربع	نصف	سدس	سدس	م
۳	۶	۲	۲	

(۳) ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اس صورت میں بھی جد کو سدس دے کر عولاً مخرج کر بڑھا دیا جائے گا اور بھائی یا بہن محروم ہوں گے۔

مسئلہ ۱۲ عول ۱۵

زوج	بنات ۲	ام	جد	اخ
ربع	ثلثان	سدس	سدس	م
۳	۸	۲	۲	

(۲) تخارج کا بیان:

تخارج کا مطلب یہ ہے کہ ورثہ میں سے کوئی شخص کوئی چیز لے کر صلح کر لے اور اپنا حصہ چھوڑ دے، تخارج کے مسائل کتب فقہ میں "کتاب الصلح" میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ یہاں ان کو ذکر کرنا پیش نظر نہیں۔ یہاں تخارج کی صورت میں مسئلے کی تخریج کا طریقہ بتانا مقصود ہے۔ اگر ورثہ میں سے کوئی وارث تخارج کر کے نکل جائے تو تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس نکلنے والے کو شامل کر کے پورا مسئلہ حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح وغیرہ میں سے جس کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد تخارج کرنے والے کے جتنے سہام بنتے ہیں ان کو مخرج میں سے تفریق کر کے "ص" کا نشان بنا کر اس کے اوپر لکھ دیا جائے۔ اب یہی عدد مخرج ہوگا اور تخارج کرنے والے سہام پر کانٹی (X) کا نشان لگا دیا جائے۔

مثلاً

مسئلہ ۱۲×۳ تہ ۳۶ ص ۹ مص ۲۷ ۱

بنات	بنت الابن	ابن الابن
۸×۳	۱	۲
۲۴	۱×۳	
	۳	

۳۶ مخرج تھا۔ زوج نے تخارج کر لیا تھا۔ اس کے ۹ سہام کو ۳۶ سے تفریق کیا گیا تو باقی ۲۷ مخرج ہوا۔

مسئلہ ۸×۴ تہ ۳۲ ص ۷ مص ۲۵

زوجہ	ابن	ابن	ابن
۱×۴	۷	۷	۷
۴			

(۳) تقسیم ترکہ کا طریقہ:

ورثہ کے درمیان ترکے کی تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حسب قواعد مذکورہ مسئلے کو حل کر لیا جائے، عول، رد، تصحیح وغیرہ تمام عمل کر لئے جائیں۔ عول یا رد یا تصحیح وغیرہ کے بعد جو مخرج ٹھہرا ہے اس میں اور مقدار ترکہ میں نسبت دیکھی جائے اگر مخرج اور ترکے میں تماثل ہو تو ظاہر ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے کے لئے اب مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اگر مخرج اور ترکے میں تباین ہو تو درج ذیل ترتیب سے عمل کیا جائے۔

(۱) ہر وارث کو مخرج میں سے جو سہام ملے ہیں ان سہام کو کل ترکے میں ضرب دی جائے

(۲) جو حاصل ضرب ہوگا اس کو مخرج پر تقسیم کر دیا جائے جو جواب تقسیم ہوگا وہ اس وارث کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

اگر مخرج اور ترکے میں توافق یا تداخل ہو تو ترکے کے وفق سے ہر وارث کے سہام کو ضرب دی جائے۔ پھر حاصل ضرب کو مخرج کے وفق پر تقسیم کیا جائے جواب تقسیم ہر وارث کا حصہ ہوگا۔

مثال (۱):

مسـ ۶ / ۸

زوج	اخت عینیہ	اخت عینیہ	ام
نصف	ثلثان		سدس
۳	۴		۱

میت کا کل ترکہ ۲۵ روپے ہیں۔ ۲۵ اور ۸ میں تباین ہے، لہٰذا درج ذیل عمل کیا جائے گا۔

زوج	=	۳x۲۵	۷۵ ÷ ۸	=	۹٫۳۰
اخت ۲	=	۴x۲۵	۱۰۰ ÷ ۸	=	۱۲٫۵۰
ام	=	۱x۲۵	۲۵ ÷ ۸	=	۳٫۱۲
			کل میزان	=	۲۴٫۹۲

مسـ ۶ / ۸

زوج	اخت عینیہ	ام
۳	۴	۱

میت کا ترکہ ۵۰ روپے ہیں، ۵۰ اور ۸ میں توافق ہے۔ عاد اعظم ۲ ہے ۵۰ کا وفق ۲۵ اور ۸ کا وفق ۴ ہے، درج ذیل عمل کیا جائے گا۔

زوج	=	۳x۲۵	۷۵ ÷ ۸		=	۱۸،۷۵
اخت ۲	=	۴x۲۵	۱۰۰ ÷ ۸		=	۲۵،۰۰
ام	=	۱x۲۵	۲۵ ÷ ۴		=	۶،۲۵
				کل میزان	=	۵۰،۰۰

قضاء الدیون کا طریقہ:

اگر میت پر دیون اس کے ترکے سے کم ہوں یا ترکے کے برابر ہوں پھر دیوان ادا کرنے میں کوئی مشکل نہیں اگر دیوان ترکے سے کم ہیں تو ہر ایک کا پورا دین ادا کر کے جو ترکہ بچے گا وہ ورثہ میں تقسیم کردیا جائے۔ اگر دیون ترکے کے برابر ہوں تو تمام ترکے سے دیون ادا ہو جائیں گے اور ورثہ کو کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر دیون تمام ترکے سے زیادہ ہو تو چونکہ ہر ایک کا پورا دین ادا ہو نہیں سکتا۔ اب ترکہ تمام غرماء میں ان کے دیون کے تناسب سے تقسیم ہوگا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میت کا نشان بنا کر ورثہ کی جگہ غرماء کے نام لکھ دیئے جائیں ہر غریم کا دین اسکے نام کے نیچے لکھ دیا جائے۔ تمام غرماء کے دیون کے مجموعہ کو مخرج قرار دے کر مخرج کی جگہ لکھ دیا جائے۔ اس کے بعد مخرج (یعنی دیون کے مجموعہ) اور کل ترکے میں نسبت دیکھی جائے اگر توافق یا تداخل ہو تو دونوں کا وفق لے لیا جائے۔ اگر تباین ہو تو دونوں کا کل لے لیا جائے۔ اس کے بعد ہر غریم کے دین کو ترکے کے کل یا وفق میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو مخرج کے وفق یا کل پر تقسیم کیا جائے، حاصل تقسیم اس غریم کا ترکے میں سے حصہ ہوگا۔

مثلاً

مسئلہ ۱۵ — ترکہ ۹

زید	خالد
۱۰ روپے	۵ روپے کل ۱۵

زید	=	۳x۱۰	۳۰ ÷ ۵	=	۶-۰۰
خالد	=	۳x۵	۱۵ ÷ ۵	=	۳-۰۰
				کل میزان	۹-۰۰

② مسئلہ ۱۵ ترکہ ۱۳

زید						خالد
۱۰ روپے						۵ روپے کل=۱۵
زید	=	۱۳×۱۰	۳۰	÷ ۱۵	=	۸٫۶۶
خالد	=	۱۳×۵	۶۵	÷ ۱۵		۴٫۳۳
				کل میزان	=	۱۲٫۹۹

جن کا وقت وفات معلوم نہ ہو:

اگر دو یا دو سے زیادہ افراد کا اس طرح انتقال ہو کہ ان کی موت کے تقدم و تاخر کا علم نہ ہو مثلاً کسی حادثے میں چند افراد کا انتقال ہو یا چند لوگ کسی کمرے میں مرے ہوئے پائے گئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا انتقال پہلے ہوا ہے اور کس کا بعد میں؟ تو ایسی صورت میں ان وفات پانے والوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہوگا۔ ہر ایک کا ترکہ اسکے زندہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

حق تعالیٰ کے فضل اور انکی توفیق سے آج ۲۳ شوال ۱۴۱۵ھ بروز ہفتہ رسالہ "تسہیل الفرائض" کی تالیف مکمل ہوئی۔

احقر محمد مجاہد عفی عنہ

۲۳/۱۰/۱۴۱۵ھ